# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

*OFFICIAL REPORT*

Thursday, the June 19, 2025

(351st Session)

Volume VII, No.06

(Nos.01-08)

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

Volume VII    SP.VII(06)/2025

No.06    15

# Contents


1. Recitation from the Holy Quran ....1
2. Leave of Absence ....2
3. Presentation of report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025] ....2
4. Presentation of report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2025] ....4
5. Introduction of [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025] 5
6. Consideration and Passage of [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025] ....7
   - Senator Azam Nazeer Tarar ....8
7. Motion under Rule 263 for dispensation of Rules ....18
8. Introduction of [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025] ....18
9. Further discussion on the Finance Bill 2025-26 ....19
   - Senator Dost Ali Jeesar ....19
   - Senator Mohammad Abdul Qadir ....24
   - Senator Jam Saifullah Khan ....31
   - Senator Hidayatullah Khan ....34
   - Senator Rubina Qaim Khani ....38
   - Senator Husna Bano ....42
   - Senator Ahmed Khan ....44
   - Senator Muhammad Aslam Abroo ....44
   - Senator Nadeem Ahmed Butto ....47

# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES
Thursday, the June 19, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty six minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

----------------

## Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ ۙ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ
أَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا
قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا
هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ : اور اللہ نے جو تم پر احسان کیے ہیں، ان کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا اور قبول کیا اور اللہ سے ڈرو، کچھ شک نہیں کہ اللہ دلوں کی باتوں (تک) سے واقف ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

سورۃ المائدۃ: (آیات 7تا8)

## Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Qurat-Ul-Ain Marri has requested for the grant of leave for 10th June, 2025 during the current session due to personal engagements. Is leave granted?

*(The leave was granted)*

Mr. Chairman: Announcement. This House welcomes the students and faculty members of Government Post-Graduate College for Women, Bannu, who are seated in the Visitors' Gallery. Senator Rana Mahmood ul Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, may move Order No. 2.

## Presentation of report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025]

Senator Rana Mahmood ul Hassan: Thank you, Mr. Chairman! I, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, present report of the Committee on a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Yes.

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! اس بل کی amendment ہمیں نہیں ملی ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Law Minister.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب! میں عرض کر دیتا ہوں۔ آج سے ایک ماہ پہلے یہ Bill House میں introduce ہوا اور House نے یہ بل کمیٹی کو بھیج دیا۔ Under the Elections Act, we, Parliamentarians, are obliged to file our assets declaration every year before international کی جو 31st of December. Anti-corruption

Transparency جیسے INGOs, باقی جو اور ہیں organizations

International ہے، ان کا کہنا ہے کہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں Gazetted

Officers BPS-17 to BPS-22 کے لیے بھی یہ mandatory کیا گیا ہے کہ وہ

assets declaration صرف اپنے محکمے کو نہ دیں بلکہ جب وہ محکمے کو دیں تو وہ بھی

website پر آنا چاہیے تاکہ corruption index کے حوالے سے چیزیں

transparent ہوں اور پتا ہو کہ کس کے assets میں سال میں اضافہ ہوا ہے اور کس

کے assets میں کمی آئی ہے۔ یہ ایک requirement تھی۔

جناب! قومی اسمبلی میں یہ Bill table ہوا تھا۔ قومی اسمبلی کی کمیٹی نے clear کیا

اور وہاں سے pass ہوا۔ پھر یہاں پر introduction کے وقت یہ request کی گئی کہ

since it is one provision amendment, making it mandatory for the departments to place those assets like us (MNAs, Senators and MPAs) and Ministers on the websites of the respective departments. اس حوالے سے کہا گیا تھا کہ

کمیٹی کو refer کردیں، یہ ہماری ایک اصل روایت ہے۔ کمیٹی نے clear کرکے بھیجا۔ آج

لانے کا مقصد یہ تھا کہ جب بجٹ پر speeches conclude ہوں گی تو session

prorogue ہو جائے گا اور یہ پھر رہ جائے گا۔ ہم نے Transparency

International اور UN کی Hi-tech کے ساتھ 30 جون کی commitment کی ہوئی

تھی۔ اس کے علاوہ اس میں کچھ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the Opposition.

Senator Syed Shibli Faraz: I, or my party has no issue with contents of the Bill, but my point is that for this Bill or for any Bill in the future, when it is sent to the Standing Committee, obviously, it is meant for any addition or subtraction in the contents of the Bill.

جب وہاں سے ہو جاتا ہے، پھر ادھر آ جائے تو اگر اراکین کو مل جائے، وہ اسے دیکھ لیں کہ یہ تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ وہ تو ظاہر ہے کہ ایک thorough discussion کے بعد ہی ہوا ہوگا لیکن پتا ہونا چاہیے کہ اس میں یہ تبدیلیاں ہوئی ہیں اور یہ نہیں ہوئی ہیں۔

That is the point that after coming from the Committee, it should be shared with the Members.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بالکل درست فرماتے ہیں۔ جناب! سیکرٹریٹ کو ہدایت فرمائیں کہ جب Bill passage کے لیے کمیٹی سے ہو کر آتا ہے لیکن I am stating at the bar that no change has been suggested by the Committee. It was a simple mechanism, whatever was transmitted by the National Assembly, after debate, they approved the Bill in its present form.

جناب چیئرمین: سیکرٹریٹ نے مجھے بتایا ہے کہ کمیٹی نے کوئی amendment نہیں کی، even then آپ کو اطلاع ملنی چاہیے تھی۔ I agree with you. رانا محمود الحسن صاحب، آرڈر نمبر ۳ move کریں۔

**<u>Presentation of report of the Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2025]</u>**

Senator Rana Mahmood ul Hassan: I, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, present report of the Committee on a Bill further to amend the Pakistan Telecommunication (Re-organization) Act, 1996 [The Pakistan Telecommunication (Re-organization) (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control. Who will move Order No. 4 on his behalf? Yes, Senator Muhammad Tallal Badar, Please move Order No. 4.

**Introduction of [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Muhammad Tallal Badar (MoS for Interior and Narcotics Control): Thank you Mr. Chairman. Sir, on behalf of Senator Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, I wish to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Laws (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب! جو ترمیم ہوئی ہے، اس میں obviously یہ reasoning دی گئی ہے کہ یہ GSP plus کی requirement ہے کہ اسے کیاجائے۔ آیا یہ ہر اس سے ہٹادی گئی ہے؟ or it is done selectively?

Mr. Chairman: Law Minister Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! ہم نے پہلے ایک exercise کی۔ 1864 سے PPC رائج ہے۔ کئی ایسے offences ہیں جو obsolete ہو گئے تھے اور کچھ offences تھے جو کسی وقوعے کی وجہ سے PPC میں شامل کر دیے گئے تو غیر ضروری جگہوں سے death penalty کو remove کیاجائے۔ اس کی وجہ سے، یہ کوئی اتنی نیک نامی نہیں ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے issue میں بھی death penalty provide کی ہوئی ہے۔ بین الاقوامی تنظیمیں بھی آپ سے request کرتی ہیں، GSP plus والی جب negotiations ہوتی ہیں، وہ بھی کہتے ہیں۔ ہم نے انہیں کہا کہ we cannot abolish death penalty because it is command of Allah اور یہ Quranic ہے، قتل کے بدلے قتل ہے، زنا کے اور ہراساں کے cases میں لیکن اس سے ہٹ کر اب یہ کیا ہے، 354 ایک سیکشن ہے کہ اگر آپ کسی خاتون سے دست درازی کریں اور کپڑے پھٹ جائیں

تو وہ پہلے سات سال تک کی سزا تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ لڑائی بازار میں ہو تو اس میں سزائے موت ہونی چاہیے۔

جناب! 1983 میں ضیاء الحق صاحب کے دور میں ایک دو واقعات ہوئے تھے جن سے impress ہو کر یہ ترمیم کی گئی تھی۔ اسی طرح hijacking بڑا serious offence ہے یعنی کہ hijacking کرکے کوئی اس سے connected بندہ مفرور ہے، نہیں مل رہا تو وہ جس گھر سے ملے گا یا جس دفتر سے ملے گا، اس کے لیے بھی سزائے موت ہے so that was کہ hijacking پر رکھیں لیکن harbouring پر کبھی وہ same سزا نہیں ہوتی جو کہ main offence کی ہے because you never share common intention with the offender. You never share the Mens Rea apart. تو یہ دو تجاویز ہیں، پھر داخلہ نے کہی کہ یہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ غیر ضروری ہیں، ان کو abolish کر دیا جائے اور باقی جو routine کی سزائیں ہیں، وہ ہوں۔ جناب! باقی کسی چیز کو touch نہیں کیا گیا، these two provisions, which is to be precise, Sections 354 (a) and 402 of the PPC.

سینیٹر سید شبلی فراز: معذرت جناب! اگر ہم پورا ایک review کریں کہ جن جن offences پر یہ سزا ہو، کتنے ایسے cases جو اتنے heinous نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم proactively اگر ان کو consider کر لیں کہ ان کو remove کرنا ہے تو میرا خیال ہے وہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ somebody else tells us and we do it.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! یہ بڑی اچھی تجویز ہے، اسی وجہ سے آج وزیر داخلہ چاہتے تھے کہ یہ دو ترامیم ہیں، beneficial amendments ہیں، ایوان کو request کر لیں اور آج ہی pass کر دیں۔ میں نے انہیں request کی کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اسے کمیٹی میں جانے دیں۔ پھر ہم کمیٹی میں یہ تجویز دیں گے کہ اگر یہ بل آیا ہے تو پھر ہم اسے re-examine کر سکتے ہیں کہ اگر اور بھی کوئی ایسے avenues ہیں۔ جناب! Railways Act میں ایک سزائے موت تھی، وہ ہم نے abolish کی۔ Narcotics کی ایک category تھی، اس میں abolish کی کیونکہ 1997 میں ANF کا قانون آیا اور 2023 تک ایک بھی death

penalty execute نہیں ہوئی، award grant ہوئی لیکن ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے انہیں ختم کیا۔ قائد حزب اختلاف صاحب کی یہ exercise بالکل بڑی صاحب رائے ہے کہ جب یہ بل کمیٹی میں جائے گا تو میں وزیر داخلہ سے بھی گزارش کروں گا، مجھے بھی کمیٹی بلائے گی، میں نے اس پر بہت کام کیا ہے۔ ہم دوبارہ exercise کریں گے کہ اگر ایک دو اور avenues بھی ہیں تو اسی go میں انہیں بھی دیکھ لیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Leader of Opposition you will get plenty of time in the Committee to deliberate on it. Minister for Law, please move item No, 4. Sorry the Bill has been introduced and referred to the Standing Committee concerned. Order No, 5.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Mr. Chairman! as I have already explained کہ یہ amendment کیا ہے کہ جو Grade-17 civil servants onwards ہیں وہ بھی اپنے assets declaration Parliamentarians کی طرز پر کریں گے and those would be available on the websites to ensure transparency across the board.

**Consideration and Passage of [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Azam Nazeer Tarar: I, on behalf of Minister for Establishment, move that the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted unanimously. We now take up second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. Clause 2, there is no amendment in Clause 2, so I will put this

clause as one question. The question is that Clause 2 do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clause 2 stands part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill?

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Clause 1, the Preamble and the tittle stand part of the Bill. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice on behalf of Senator Ahad Khan Cheema**,** Minister for Establishment please move Order No.06.

Senator Azam Nazeer Tarar: I, on behalf of Minister for Establishment, move that the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2025], be passed.

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously.

وزیر قانون صاحب۔

**<u>Senator Azam Nazeer Tarar</u>**

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہماری Law and Justice کی Committee ہوئی دو دن پہلے، اس میں Bar Council کے election ہیں نومبر میں، انہوں نے اس کے کوئی اخراجات کے گوشواروں کے حوالے سے اور کچھ مزید اصلاح کے لیے کچھ amendments suggest کی ہیں کمیٹی میں آکر، Law and Justice کی کمیٹی نے انہیں بلایا ہوا تھا۔ تو Committee نے کہا کہ یہ بجائے meeting میں لینے کے آپ Private

Member Bill کے طور پر introduce کروا دیں ہم دوبارہ examine کریں گے Committee میں کیونکہ وہ suggestions نہیں تھیں۔ سینیٹر علی ظفر صاحب وہاں پر موجود تھے۔ پانچوں صوبوں سے اور یہ across the board تھا، اس میں grouping نہیں تھی۔ اس میں پانچوں صوبوں، اسلام آباد اور چار صوبائی اور فیڈرل level پر آئے تھے۔ کیونکہ اب چھٹیاں آگے آرہی ہیں تین ہفتے کی تو ample time ہوگا کہ Committee اس عرصے میں اسے examine کرلے، introduction کی حد تک Bill ہے اگر آپ اجازت دیں سارا .House یہ introduce ہو کے Committee کو سپرد ہو جائے تاکہ meanwhile دیکھ لیں ان کا election schedule آنا ہے اگست میں۔ So it would be too close کہ ہم نزدیک آکر کوئی amendment کریں۔ ان ساروں کی یہ مشترکہ استدعا تھی سینٹر علی ظفر صاحب وہاں پر موجود تھے Committee میں۔۔

جناب چیئرمین: Law Minister Sahib پاس تو نہیں کرنا؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب! صرف Committee کو refer کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: Refer to the Committee صرف اس حد تک۔۔۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر علی ظفر صاحب تھے وہاں پر۔

**<u>Senator Syed Shibli Faraz</u>**

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): Law Minister Sahib بات یہ ہے کہ جب یہ Bill introduce کیا گیا تھا یا اس کا ذکر کیا تھا ادھر Lay ہوا تھا جس میں کہ پھر Law Minister Sahib نے کہا کہ ہماری یہ demand تھی کہ جو age especially age ہے جس کو کہ sorry جو تجربہ ہے experience جو ہے وہ بڑھا دیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں کئی candidates دیکھیں ان کو زیادہ پتہ ہے میں تو lawyer نہیں ہوں لیکن آپ سب کو پتہ ہے کہ جو کوئی بھی الیکشن ہوتا ہے اس میں ایک campaign شروع ہو جاتی ہے۔ بڑے عرصے سے اور ایک سال یہ اتنا بڑا چونکہ پورے صوبے کے level پر ہوتا ہے تو اس میں لوگ بڑا کام کرتے ہیں۔

اگر تو ہم اس بات کی جو وہ Now, in the middle of this process
کرتے ہیں کہ انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ experience کو یہ نہیں change کر رہے
ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں کوئی یہ نہیں ہے کہ اونٹ کے گلے میں بلی ڈال دی جائے یعنی کوئی ایسی
conditionsاس میں ڈال دی جائیں جس سے کہ وہ ایک طرف experience تو نہیں ہوا
لیکن یہ ہے کہ اس میں کوئی اور ایسی conditions ڈال دی جائیں جس سے کہ basically
spirit وہی رہے to exclude people. I think it would not go well with the lawyer's community. It should not go well with the lawyer's community because of the fact that the campaign for election is already underway. نومبر میں
election ہونے ہیں، اس صورت حال میں اگر ہم کوئی ایک rules of the game
change کر دیں گے without a prior notice, دیکھیں ہمارا یہاں problem
یہی ہے کہ ہم transition کا وقت دیتے نہیں ہیں چاہے کوئی وہ ہمارا Finance budget
ہو یا کوئی بھی اقدامات ہوں support price ہے ایک ہی دن نکال دی، جب لوگوں کی
فصلیں کھڑی ہوئی تھیں۔ اس قسم کی جو transition period دیکھیں دنیا میں جتنی بھی
legislations ہوتی ہیں اس میں ایک time period دیا جاتا ہے کہ یہ نہیں ہے کہ کل
سے یہ ہوگا۔ یہ spirit of the Law making نہیں ہے۔ تو ہماری اس Bill کے بارے
میں ابھی سے ہم آپ کو بتاتے ہیں، پہلے تو یہ ہے کہ یہ *mala fide* Bill اس لحاظ سے میں
کہوں گا کہ یہ Agenda پر ہی نہیں تھا، یہ supplementary کے طور پر لایا گیا ہے۔ اب
جب ایسی صورت حال ہو and we could tell دیکھیں ہم بھی after all اس میں ہیں
we could tell that the number of the Treasury Benches,
آج ان کی جو attendance ہے وہ بڑی high ہے even Senator Saleem Mandviwalla and Senator Muhammad Aurangzeb they came from the Committee, Finance Committee which is a very important Committee that they are deliberating on
اس پر لائے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ ان کی اپنی ہوگی، ہمیں اس سے کوئی وہ نہیں ہے۔ لیکن جو ہم یہ کہنا

چاہتے ہیں، دیکھیں ووٹ آپ کر لیں گے ووٹ آپ کے پاس زیادہ ہیں چاہے ادھر ہو یا Standing Committee ہو تو آپ پاس تو کر لیں گے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنا نقطہ نظر دیں کہ یہ دیکھیں یہ *mala fide* ہے، یہ اگر نہیں بھی ہے تو it gives a look, it gives the impression that this is a *mala fide*, that the rules of the game for the election of Bars are being changed midway تو اس لیے ہم اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سینیٹر علی ظفر اس کو زیادہ technically بیان کریں گے، لیکن ہم اس کی جو spirit ہے جو اس کا political aspect ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اس طرح سے نہ کریں۔ آپ اس کو کر دیں کہ اگر کرنا بھی پڑا تو آپ کہیں کہ اگلے الیکشن سے اس طرح ہو گا لیکن اس طرح کی conditions ڈال دینا۔۔۔

Mr. Chairman: one second, first we can here the view of Senator Ali Zafar.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: علی ظفر صاحب اس committee میں موجود تھے، حامد خان صاحب موجود تھے، ہم سارے تھے اس میں یہ کہا گیا کہ یہ تجاویز جو آئیں ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: حامد خان صاحب کو بھی chance دیا جائے۔

**<u>Senator Azam Nazeer Tarar</u>**

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Sir! May I make a statement before that? I have examined that bill. جو پہلے بات کی تھی کہ جو standing at the Bar ہے جو original eligibility ہے کہ 15 سال ہونی چاہیے فاروق نائیک صاحب کی تجویز تھی کہ اسے 20 سال کر دیا جائے میں نے ہی oppose کیا تھا اس Private Member Bill کو floor of the House پر اور میں نے کہا تھا کہ جی ہم اسے oppose کرتے ہیں۔ فاروق نائیک صاحب was gracious enough کہ انہوں نے Committee میں جا کر جب ساری Bar Councils, Bar Bodies آئیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں اسے 15 سال ہی رہنے دیں البتہ elections کے اخراجات بے تحاشہ بڑھ گئے ہیں، جس میں بہت ساری چیزیں کر دی گئی ہیں، یہ banners لگتے ہیں، hoarding ہیں،

مہنگے hotels میں کھانے دیئے جاتے ہیں اور کروڑوں کے خرچے ہوتے ہیں۔ Bar Councils کہتی ہیں کہ ہم regulators ہیں۔

دوسرا یہ کہ non practicing lawyers آتے ہیں، اس میں بھی ساری کمیٹی نے کہا تھا کہ یہ بہت اچھی تجویز ہے کہ جو وکالت کرتا وکیل ہے وہ لڑے اور اس کے لیے جو Bar Associations کا criteria ہے کہ اس نے پانچ سالوں میں کم از کم تیس یا پچاس cases کیے ہوں، میں پھر reiterate کروں گا کہ اس میں qualification پندرہ سال ہی رہے گی، دوسری باقی چیزیں الیکشن کو شفاف کرنے کے لیے اخراجات میں کمی کی ہیں اور آخری بات، یہ Bill آج Passage میں تو آیا نہیں ہے it's only being referred to the Committee concerned جو اس دن کمیٹی میں طے ہوا تھا۔ تاکہ وہ اس کو دوبارہ بلا کر ساروں کو examine کریں اور across the board دونوں sides کے نمائندگان موجود تھے جو Bar کی mainstream ہیں۔

علی ظفر صاحب کمیٹی میں موجود تھے، اسی کے مطابق یہ ہے۔ اس میں بھی اگر کوئی شق ہے جو کمیٹی سمجھتی ہے کہ یہ نہیں ہونی چاہیے تو یہ اختیار ہم کمیٹی پر چھوڑتے ہیں۔ دوبارہ پھر ایوان میں آنا ہے اور جب آئے گا اس پر پوری debate ہوگی۔ مجھے صرف یہ تھا کہ جو Leader of Opposition نے بات کی وہ بالکل درست ہے کہ اسے اتنا قریب جاکے نہ کریں کہ لوگ کہیں کہ آپ election schedule آگیا ہوا ہے، آپ amendments کر رہے ہیں۔ تو اس اندیشے کو ختم کرنے کے لیے میں نے کہا تھا کہ اسے introduction میں لا کر committee کے سپرد کر دیا جائے۔ تاکہ جب Mid-July میں دوبارہ آپ لوگوں نے آنا ہے، اس کو examine کر لیا جائے۔ الیکشن 28th, November کو ہیں، اس سے بہت پہلے schedule آنے سے بھی بہت پہلے اگر یہ amendments carry ہوتی ہیں ہو جائیں گی، اگر نہیں ہوتیں تو پھر موجودہ پر چلے گا۔ جناب! اس میں کوئی *mala fide* یا کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ It is purely based on the recommendations unanimously given by all Bar Councils of Pakistan, چار صوبے، ایک اسلام آباد اور ایک جو پاکستان بار ہے۔ Sir, this is all I want to say. جناب، یہ

simple introduction ہے۔ اگر آپ اجازت دے دیں گے تو کمیٹی کے سپرد ہو جائے گا۔ علی صاحب خود وہاں پر ہوتے ہیں، حامد خان صاحب بھی ہوتے ہیں، میں بھی بیٹھتا ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Parliamentary leader of PTI.

**Senator Syed Ali Zafar**

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! اس پر میں یہ بتا دوں کہ فاروق نائیک صاحب ایک Bill لے کر آئے تھے اور اس Bar Council Act میں انہوں نے کچھ amendments suggest کی تھیں۔ یہ Bar Council Act کافی سالوں سے، تقریباً چالیس پچاس سالوں سے، غالباً 1973 سے اُسی طرح چلتا آ رہا ہے۔ لیکن بڑی major amendments propose کیں تھیں جس میں انہوں نے کہا تھا جو contest کرنے والے ہیں، اُن کی qualification increase کر دیں گے۔ Law and Justice Committee میں meeting ہوئی تھی اور last time جب یہ Bill آیا تھا تب بھی ہم نے اس کو oppose کیا تھا کہ یہ Bill کمیٹی میں بھی نہیں جانا چاہیے لیکن بہر حال Ruling آئی تھی کہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

جب یہ کمیٹی میں گیا تو کمیٹی میں Bar Councils کو بلایا گیا۔ تو سارے Vice Chairmen, Pakistan Bar Council کے بھی اور دیگر Provincial Bar Councils کے بھی وہاں موجود تھے۔ میں بھی تھا، Law Minister صاحب بھی تھے، حامد خان صاحب بھی تھے اور فاروق نائیک صاحب بھی تھے لیکن وہ Chair نہیں کر رہے تھے اور وہ Chair سے اتر گئے تھے کیونکہ Bill اُن کا تھا۔ اُس میں اس Bill کو تمام Bar Councils نے oppose کیا۔ جب اُس Bill کو oppose کیا تو فاروق نائیک صاحب نے کہا کہ میں اس Bill کو withdraw کر لیتا ہوں۔

پھر Law Ministry سے یہ proposal آیا کہ پھر اس طرح کرتے ہیں کہ جو proposal Bar Councils لے کر آئے تھے، کمیٹی اُس کو consider کر لے۔ تو اُس پر میں نے object کیا اور کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک بار وہ Bill جو سینیٹ نے کمیٹی کو refer کیا ہے، وہ Bill withdraw ہو رہا ہے تو کمیٹی اس میں further

نہیں کر سکتی کیونکہ Bill ختم ہو جاتا ہے۔ اُس پر پھر agree amendments consider کیا گیا کہ ہاں، ہم اس Bill پر اس طرح amendments نہیں لے سکتے اور اگر کوئی Private Member Bill move کرے گا تو پھر دوبارہ دیکھا جائے گا، سینیٹ دیکھے گی اور کمیٹی دیکھے گی۔ تو یہاں تک ہمارا اس کمیٹی میں فیصلہ ہو گیا اور اُس Bill کو مسترد کر دیا گیا۔

اب جو Bill آج لانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ شاید وہی Bill ہے جو کہ Bar Councils نے suggest کیا تھا۔ میرا اس پر یہ کہنا ہے کہ یہ Budget Session چل رہا ہے اور اس میں اگر خدانخواستہ کوئی بہت بڑی emergency ہو جائے تو پھر ہم کسی Bill کو introduce کریں۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ کوئی ایسا Bill ہے کہ جس میں کوئی emergency ہے۔ جولائی میں آپ کا اگلا session آنا ہی ہے۔ یہ normal course میں Monday کو جو Private Member Bills کا دن ہوتا ہے، اُس میں یہ Bill آ جائے اور ایک normal course میں ہو، تاکہ کوئی خدشہ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ ابھی Leader of the Opposition نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ جس طریقے سے یہ آ رہا ہے، ہمیں شک و شبہات ہو گئے ہیں۔ اسی طرح میرے اتحادی جن کی political party ہے، چونکہ وہ وکیل تو نہیں ہیں یا ان کو background کا تو نہیں پتا، تو وہ بھی ایک خدشہ پیدا ہوتا ہے۔

جناب! میری نظر میں یہاں پر rules suspension کی request کی جا رہی ہے۔ Rules suspension کا ایک criteria ہوتا ہے۔ اس کو ویسے ہی normal طریقے سے rules suspend کر کے ایک Private Member Bill, جمعرات کو Budget Session میں لانا، اُس سے واقعی ایک عجیب و غریب ماحول پیدا ہوتا ہے۔ یا تو اتنی urgency ہو جائے کہ خدانخواستہ کوئی جان یا مال کا خطرہ ہو۔ یہ ایک normal Bill ہے اور نومبر میں الیکشن ہونا ہے، تو جولائی میں normal Monday کے دن اس کو fix کریں اور سینیٹ اس کو پوری طرح consider کرے گی اور پھر اگر کمیٹی کو بھیجنا ہو تو اُس وقت بھیج دیں۔ ابھی Bill نہیں آیا۔ ابھی صرف rules suspension کیا بات ہو رہی ہے اور میں صرف rules suspension کی حد تک بات کرنا چاہوں گا کہ میری نظر میں rules suspension کا جو جواز ہے یا conditions ہیں، وہ پوری نہیں ہوتیں۔

So, I would like a Ruling from this Honourable Chair کہ یہ ابھی rules suspension کی بات نہیں بنتی۔ چونکہ کوئی ایسی condition raise نہیں کی گئی تو اس لیے rules suspend نہیں ہوں گے even before the voting. Voting is not necessary. پہلے condition تو پوری کریں۔ This is my principle stance اور وہ اس لیے نہیں کہ میں اس Bill کو oppose کر رہا ہوں، ابھی تو میں نے Bill دیکھا ہی نہیں ہے اور اس کی تو بعد میں بات آئے گی۔ کیونکہ یہ جو خدشہ Leader of the Opposition نے show کیا ہے and my other colleagues also جو یہ show کر رہا ہے کہ ایک دم ایسی کیا urgency ہو گئی ہے کہ Thursday کو Bill لے کے آ رہے ہیں جو کہ emergency Bill بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ الیکشن کی amendment close نہیں ہونی چاہیے۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! جولائی بھی اتنا close تو نہیں ہے۔ اب ایک مہینے کی کیا بات ہے۔ Monday next date پر آ جائے گا۔

**Senator Azam Nazeer Tarar**

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! بالکل اس کو voting پر نہیں جانا چاہیے اس لیے کہ یہ ایک بڑی positive move ہے اور اُس دن بھی، بلکہ meeting کے بعد Senator Ali Zafar was gracious enough کہ انہوں نے سارے مہمان جو کوئٹہ سے، کراچی سے، لاہور سے اور پشاور سے آئے ہوئے تھے، اُنہیں سمیت میرے اِنہوں نے کافی بھی پلائی and I am sure انہوں نے Leader of the Opposition کو اس violation کے متعلق بتا دیا ہو گا کہ میں انہیں اپنے دفتر لے گیا ہوں اور کافی پلائی ہے۔ اس لیے کہ سینیٹر علی ظفر صاحب خود وکلا کے راہ نما ہیں۔

جناب چیئرمین: تو کیا منسٹر کو نہیں بلایا؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب، میں ساتھ تھا۔ میرے تو یہ صدر رہے ہیں اور ہم تو خود ان کے لیے Bar سے جا کر ووٹ مانگتے ہیں اور گلی گلی کوچے کوچے جا کر ان کے لیے ووٹ مانگا ہے اور آئندہ بھی اگر ایسا time آیا تو میں ان کے لیے اور یہ میرے لیے یہ کام کریں گے۔ جناب، وہ ہمارا

Leader of فرق ہے جی اور یہ duty فرق ہے۔ میں صرف اتنی استدعا کروں گا کہ جو hat the Opposition جناب شبلی فراز صاحب نے بات کی ہے میں اُسی اندیشے کو دور کرنے کے لیے، کیونکہ آج OD پر legislative business آ گیا تھا تو خلیل طاہر نے مجھے پوچھا کہ میں بھی Bill دے دوں تاکہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے اور time بچ جائے گا۔ جب آپ اگست میں جائیں گے تو اُس وقت پڑے گا۔ جناب، یہ بڑی beneficial چیزیں ہیں اور ہر کوئی اس کی تعریف کرے گا and I am stating again on the floor of the House that coordination کی ایک Bar Councils ساری across the board Committee ہے۔ ساروں نے کہا تھا کہ یہ تجاویز ہیں۔ جن پر اعتراض تھا اُن کی میں نے بھی مخالفت کی تھی۔ میں نے فاروق صاحب سے خود request کی کہ پندرہ سے بیس سال نہیں ہونی چاہیے۔ اس کو یہیں تک lock رکھیں تاکہ لوگوں کو ایک Legitimate expectancy مل سکے۔

جناب! الیکشن schedule بڑا قریب ہو جائے گا۔ میں سب سے دست بستہ یہ استدعا کروں گا کہ introduction کی حد تک تعاون کریں۔ یہ کمیٹی کو refer کر دیا جائے۔ اُس کے بعد یہ واپس آئے گا، اس پر بحث ہوگی اور کمیٹی میں بھی ہم سارے lawyers ہی بیٹھتے ہیں۔ جناب، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آپ لوگ باہمی رضامندی کر لیں ورنہ I have to put it to the House.

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب، اس دن کمیٹی میں یہ بات ہوئی تھی۔

**Senator Syed Shibli Faraz**

سینیٹر سید شبلی فراز: یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کے جو مسائل ہیں وہ اتنی گھمبیر ہیں اور جس طرح کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر سینیٹر ظفر نے کہا کہ کوئی ایسی emergency نہیں ہے، یہ ایک Budget Session ہے اور Private Members day میں ایسی وہ تھی، اب اس کو ہم کیا نام دیں، ہم تو کچھ نہیں کہیں گے۔ اگر ایسا کچھ تھا بھی تو آپ Monday کو لے آتے۔ یعنی ایک Law کو جو یہ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ

initial stage پر تھا، اُس کو Bar Councils کے نمائندگان نے oppose کیا۔ جناب دیکھیں، بات یہ ہے کہ Bar Councils کے جو present office holders ہیں اُن کی آپ رائے ضرور لے سکتے ہیں لیکن ہم اس رائے کو fully نہیں دیکھیں گے۔ ہم اس کو merit پر دیکھیں گے کیونکہ کئی lawyers کی مختلف political affiliations ہیں یا اپنے group کی affiliations ہیں تو وہ ظاہر ہے اس وقت سارے اُس پر ہیں تو وہ اس کو influence کر سکتے ہیں۔

جناب! ہمارا point یہ ہے کہ یہ کوئی اتنی emergency کی بات نہیں ہے۔ پہلے تو یہ ہے کہ آپ اس کو Thursday کو لے آئے ہیں، rules کو suspend کروا رہے ہیں، ایک ایسے Bill کے لیے جو اتنا important بھی نہیں ہے۔ اگر تو principal ماننا ہے کہ اس کو آپ midway میں change کر رہے ہیں، تو وہ آج بھی apply ہوتا ہے کہ elections are few months away. دیکھیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ Bill young lawyers کو alienate کرنے کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے کہ میں نے کہا تھا کہ آپ اونٹ کے گلے میں بلی ڈال دیں، پھر تو پتا نہیں چلے گا نا۔

جناب چیئرمین: انہوں نے فاروق حامد نائیک صاحب کی proposal نہیں مانی۔ پیپلز پارٹی کے proposals نہیں مانے گئے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: Correct, پھر بھی we expect کہ وہ ووٹ نہیں کریں گے۔ جیسے کہتے ہیں کہ

put your money where your mouth is.

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition آپ یہ بتائیں کہ

if you are here, what will you do? Then I will put it to the House.

Senator Syed Shibli Faraz: Yeah, I mean yeah, no what I am saying is that if Peoples Party is in the opposition and if they don't do it this bill cannot, and the rules even cannot be suspended. But if they vote in favor

of that, it means they are part of that whether you say this way or that way.

Mr. Chairman: I have heard your point of view. As a neutral person, then I have to take the sense of the House.

سینیٹر سید شبلی فراز: دیکھیں جناب، کوئی Bill غیر اہم نہیں ہوتا لیکن in terms of priorities اس وقت ہم بجٹ کو discuss کر رہے ہیں اور بیچ میں یہ ایک نئی چیز آ گئی ہے جو نہ تو radar پر تھی اور نہ ہی agenda پر تھی اور اس کو کر دیا ہے تو it smells rat.

Mr. Chairman: You have given your point. Senator Khalil Tahir, you may move Order No.8.

**Motion under Rule 263 for dispensation of Rules**

Senator Khalil Tahir: Thank you sir. I, Senator Khalil Tahir Sindhu move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirements of Rules 27, 94 and 95 of the said Rules be dispensed with in order to move for leave to introduce a Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025].

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is carried. Senator Khalil Tahir may move Order No.9.

**Introduction of [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025]**

Senator Khalil Tahir: Thank you sir. I, Senator Khalil Tahir Sindhu move for leave to introduce a Bill further to amend the Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: Is it opposed? I now put the motion before the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is carried and leave to introduce the Bill is granted. Order No.10. Senator Khalil Tahir may move Order No.9.

Senator Khalil Tahir: Thank you sir. I, Senator Khalil Tahir Sindhu introduce the Bill further to amend Legal Practitioners and Bar Councils Act, 1973 [The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Bill, 2025].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

ایک سیکنڈ، چونکہ بہت سے لوگ بلکہ ساری جماعتوں کے لوگ بول چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے نہیں بول سکے۔

**(مداخلت)**

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ نے point out کیا ہے، ڈپٹی چیئرمین کو میں consult کروں گا۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: I give the floor to Senator Liaqat Khan Tarakai. He is not present. Senator Jan Muhammad. Has he spoken? No. Senator Dost Ali Jeesar.

ایک سیکنڈ، میں نے جو نام لکھا ہوا ہے وہ حامد خان صاحب کا ہے۔ نہیں وہ ایک پارلیمانی لیڈر ہیں۔
He is a Parliamentary Leader of Sunni ittehad. Ok, Jeesar sahib.

## **Further discussion on the Finance Bill 2025-26**

### **Senator Dost Ali Jeesar**

سینیٹر دوست علی جیسر: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! پہلے دن ہم نے ایک Resolution پاس کی تھی۔ حقیقت میں جب ہم عوام کے ساتھ ہوتے ہیں، عوام کے مسائل کے

ساتھ ہوتے ہیں،your good-self was on Chair تو ہم نے اسرائیل کی جارحیت کی مذمت کی تھی۔ اس سلسلے میں ایک Resolution پاس کی تھی ۔ اس کی ہمارے ملک میں بھی، لوگوں کے پاس بھی اور باہر بھی بڑی پذیرائی ہوئی ہے۔ ایران کے Foreign Minister نے بھی پاکستان کے Upper House کی تعریف کی تھی۔ میں نے TV پر اُس کی press conference دیکھی تھی۔ جب عوام کے ساتھ ہم ہوتے ہیں تو یقیناً اس کی بڑی پذیرائی ہوتی ہے۔

جناب والا! ایک یہ ہمارے ساتھ نہیں، ایک بہت بڑی جنگ چل رہی ہے اور جارحیت چل رہی ہے تو پھر میں اپنی طرف سے اس کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں پاکستان کی پالیسی یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ پاکستان اسرائیلی جارحیت کے خلاف ہے اور ایران کے ساتھ ہے۔ یہ بار بار آ رہا ہے لیکن میں تھوڑی سی ایک عرض کروں گا کہ آج ہمیں شہید ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جانا پڑے گا جہاں اِسی وقت پر اسلامی سربراہی کانفرنس بلائی گئی تھی۔ ٹھیک ہے، اسلامی سربراہی کانفرنس اس وقت نہیں ہو سکتی۔ کل وزیر خارجہ صاحب نے کہا تھا کہ ادھر اُنہوں نے 26 اسلامی ممالک سے رابطہ کیا ہے اور وہ متفق ہیں۔ انہوں نے بہت اچھی باتیں کیں لیکن اگر ہم Islamic countries کے Foreign Ministers کی کانفرنس اس موضوع پر بلا لیں تو وہ کم سے کم ہو سکتا ہے۔ یہ ایک موثر forum بھی ہوگا، ایک موثر کارروائی بھی ہوگی۔

پاکستان کے لیے ایک اور بھی اچھا کام ہوا ہے کہ امریکہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہمارے Army Chief صاحب کو امریکہ کے صدر نے lunch پر بلایا۔ یہ بھی پاکستان کے لیے ایک بڑی عزت کی بات ہے۔ ہمارے سینیٹرز کا ایک delegation بلاول بھٹو صاحب کی سربراہی میں باہر گیا۔ اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے تین سینیٹرز بھی تھے جن میں سینیٹر شیری رحمان صاحبہ، سینیٹر بشریٰ انجم بٹ صاحبہ اور سینیٹر مصدق مسعود ملک صاحب شامل تھے۔ ان لوگوں نے بھی بڑی عزت کمائی، اپنے بچوں اور family کو چھوڑ کر عید وہاں پر کی اور پاکستان کے لیے بڑی عزت کمائی اور عزت لے کر آئے۔

جناب والا! میں فیلڈ کا آدمی ہوں۔ میں فیلڈ کا سیاسی ورکر ہوں۔ میرے پاس تو مہارت نہیں ہے کہ کسی economist کی طرح تقریر کروں، میں نے فیلڈ میں جو دیکھا ہے، مجھے حیرانی

ہوتی ہے، بجٹ شروع ہوتا ہے، ایک بجٹ کاکام ختم ہوتا ہےتو دوسرے کاکام شروع ہوتا ہے۔ مارچ، اپریل اور مئی یہ تین مہینے تو بجٹ کا ہی کام ہوتا ہے۔ بجٹ کے کام میں یہ کون سے مشورہ دینےوالے ہیں جو سولرپینلز پر ٹیکس لگا دیتے ہیں؟ دیہات میں ہم دیکھتے ہیں کہ بے چارے لوگوں کے پاس جب بیس ہزار روپے ہوتے ہیں تووہ جاتے ہیں ایک بیٹری اور ایک سولر کی پلیٹ کندھے پر اٹھاکر اپنے گھرلے جاتے ہیں تاکہ ان کے بچے رات کوسکون سے سو سکیں۔ بجلی وہاں پر بالکل نہیں ہے۔ سولرپینلزپر ٹیکس لگا کرآپ اپنیsales کی range کو کم کر رہے ہیں۔آئندہ کیا کریں گے۔ پھرoxygen پر لگائیں گے۔ابھی سورج کی روشنی ہے، پھر اس کے بعد oxygen ہی بچتی ہے نا، توoxygen پر بھی لگے گا۔

کل ایک اچھی بات ہوئی ہے کہ چیئرمین بلاول بھٹو صاحب نے اس پر زور دیا اور اس کے بعد سولر پر ٹیکس 18% سے کم کرکے دس فی صد کر دیا ہے لیکن حقیقت میں یہ دس فی صد بھی زیادتی ہے۔ سولر دیہات میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ بجلی ہے نہیں، بجلی دے نہیں پاتےاور یہ کام چل نہیں رہاتوخواہ مخواہ پھر اس کے بعد بھی سولرپر ٹیکس لگایا جائے،اس کی کیاضرورت ہے؟ ایک اور اچھے کام کی نشان دہی ہوئی ہے کہ چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کے کہنے پر ایک اور چیز بھی ہوئی ہے کہ یونیورسٹیوں کے لیے 4.6 billion university grants جو ختم کیے گئے تھے، وہ بحال کیے گئے ہیں۔ یہ بھی اچھاکام ہے،اس کی بھی ہم یقیناً تعریف کرتے ہیں۔

یہ جو PSDP کی development schemes ہیں، باقی تین صوبوں کو دے رہے تھے توحکومت خواہ مخواہ اپنے اوپر تنقید کیوں کرواتی ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا، تین صوبوں کوآپ دے رہے ہیں، ایک صوبہ سندھ کو نہیں دے رہے۔ وہ بھی چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کے زور دینے پر ابھی سندھ کو بھی دی گئی ہے۔ پہلے ہی دی جاتی تو اچھی بات ہوتی۔ تین صوبوں کو جب دی گئی تھی تو سندھ کو نہ دینے کا کیا سبب تھا؟

جناب! میں بجٹ پر تھوڑا عرض کروں گا، سندھ میں ۔ موٹرویز کو ہم لیتے ہیں۔ پاکستان میں اگر 15, 20 Motorways ہیں، خدا کرے کہ پچاس بن جائیں لیکن پھر میں کہوں گا کہ سندھ میں ایک بھی نہیں ہے۔ ایک بن رہاتھا، ہم دیکھ رہے تھے کہ ایک موٹروے توبنےگا۔ کم از کم پشاور سے شروع ہوا ہے قسطوں میں، سکھرتک پہنچا۔ لیکن اس کا main portion سکھر سے

حیدرآباد ابھی تک نہیں بنا ہے۔ اس کے لیے صرف 15 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے لیے زیادہ پیسے رکھنے چاہیے تھے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سندھ کا ایک موٹروے بن رہا ہے، وہ تو بنا کر دیں۔ ہمارے لوگ بھی کسی ایک موٹروے پر تو سفر کر سکیں۔ ایسے نہیں کرنا چاہیے۔ پتا نہیں کیوں ایسے budgets بنتے ہیں، ہمیں تو سمجھ نہیں آتا کہ کون سے مشیر ہیں، یہ سب کیا کرواتے ہیں، حکومت سے کیا کروانا چاہتے ہیں۔

جناب! میں نے جیسے عرض کیا کہ میں ایک political worker ہوں۔ سینیٹر کھمرو صاحب نے بہت اچھی تقریر کی تھی۔ میں نے تھوڑے اعداد و شمار ان کی تقریر سے بھی لیے اور budget book اور بجٹ تقریر سے بھی لیے۔ کوئی دوست کہہ رہا تھا کہ بجٹ کی کتابیں تو اتنے کم وقت میں کوئی نہیں پڑھ سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! گزشتہ سال میں بجٹ کا حجم 18.8 trillion تھا وہ اب 17.5 trillion رہ گیا ہے، یہ کم ہوا ہے، حکومت کو 1.3 trillion روپے کی space ملی ہے اور تاریخ میں پہلی بار بجٹ بڑھانے کی بجائے کم کر دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال Interest rate کی مد میں 9.7 trillion کی رقم ادا کی گئی، جبکہ اس مالی سال میں 8.2 trillion کی رقم ادا کرنی پڑے گی، جس کے بعد بھی حکومت کو 2.8 trillion بچ رہے ہیں، جب وہ بچ رہے ہیں تو ان کا کم از کم اچھی طرح سے استعمال ہونا چاہیے۔ اس رقم کے استعمال کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ عوام کا public sector programme 1400 ارب روپے سے کم کر کے 1000 ارب روپے کر دیا گیا ہے، یہ کم از کم 1400 ارب سے بڑھنا چاہیے تھا جب حکومت کو space ملا ہے تو اسے بڑھانا چاہیے تھا۔

سول ملازمین کی تنخواہوں میں 25% اضافہ کیا جا سکتا تھا جس سے 150 ارب روپے ہمارے زیادہ خرچ ہوتے، 2.8 trillion روپے تو ہمیں بچے ہیں اور ہمیں space تو ملی ہے وہ اس طرح سے خرچ ہو سکتے تھے۔ پٹرولیم لیوی کی موجودہ 2600 بلین سے 1000 بلین کم کر کے وہاں سے 200 روپے لے کر عوام کو relief دیا جا سکتا تھا۔ ملک میں anarchy کیسے پھیلتی ہے، anarchy تو ایسے ہی ہوتی ہے کہ اللہ معافی دے جب ملک میں بے روزگاری بڑھتی ہے، بے روزگاری کیسے بڑھتی ہے، ایک تو روزگار حکومت دیتی ہے اور دوسرا 70% لوگوں کا گزارہ

agriculture پر ہوتا ہے۔ اس agriculture میں کھاد کی بوری پہلے ہم نے -/11500 روپے کی لی تھی، اب جب چاول کی فصل آ رہی ہے تو اس میں اس کھاد کی بوری کی قیمت -/13000 تک پہنچ گئی ہے۔ اس طرح لوگوں کا گزارہ کیسے ہوگا۔ دوسرا public sector ہے، public sector میں 40000 نوکریاں کم کی گئی ہیں، عوام کو یہ indication دی گئی ہے کہ public sector سے آپ کو کوئی بھی نوکری نہیں ملے گی۔ اس طرح سے لوگوں کو بے روزگاری کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ اگر کھاد کی بوری کی رقم کم کرتے تو صرف 500 بلین روپے دینے پڑتے جس سے زراعت کو relief مل جاتا۔

حیدرآباد سے سکھر موٹروے کے لیے اگلے سال میں 200 ارب روپے انہی پیسوں میں سے دیئے جا سکتے تھے لیکن اس کے لیے صرف 15 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ Special grants کے لیے جو وزیراعظم کا صوابدیدی اختیار ہے اس کے لیے 2000 ارب روپے رکھے گئے ہیں، جناب اس کی کیا ضرورت تھی، یہ رقم بھی کسی عوامی مفاد کے منصوبے میں استعمال ہوتی تو اچھا ہوتا۔ Contingencies کے لیے 383 ارب روپے رکھے گئے ہیں، یہ بھی کسی عوامی مفاد کے منصوبے میں استعمال ہو سکتے تھے۔ میری استدعا ہے کہ یہ ایوان مل کر قومی اسمبلی کو سفارش کرے کہ PSDP کی رقم ایک ہزار ارب روپے سے بڑھا کر پندرہ ہزار ارب روپے کی جائے۔ پٹرولیم لیوی کو 2600 ارب روپے سے کم کرکے 2000 ارب پر لایا جائے جس سے پٹرول کی قیمت کم ہو جائے گی۔ سول ملازمین کی تنخواہوں میں 10 کی بجائے 15 فیصد کا اضافہ کیا جائے اگر 25 فیصد بھی اضافہ کریں گے تو اس کے لیے بھی صرف 150 ارب روپے درکار ہوں گے اور اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سکھر حیدرآباد موٹروے کے لیے 200 ارب روپے رکھے جا سکتے ہیں۔ جو 2.8 trillion روپے ہمارے پاس بچتے ہیں ان میں سے خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے لیے hydro profits کی مد میں ہم 500 ارب روپے کا special package دے سکتے ہیں۔ ملک میں اٹھارھویں آئینی ترمیم کے تحت جو وزارتیں صوبوں کو ملنی ہیں جن میں تعلیم، صحت، پانی، بجلی، خوراک اور Housing شامل ہیں، جب ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اور مرکز ان وزارتوں کو نہیں چلا سکتا ہے تو یہ صوبوں کو واپس کر دینی چاہییں۔ کم از کم مرکز بھی چلے گا اور یہ سب کام بھی ہو جائیں

گے۔ زرعی ادویات، کھاد، بیج ان کی قیمتیں کم از کم آدھی کی جائیں۔ جناب چیئرمین! یہی میری گزارشات تھیں، آپ کی بہت مہربانی اور شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب۔

**<u>Senator Mohammad Abdul Qadir</u>**

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔ جناب چیئرمین! کوئی بھی ملک جس کا بجٹ روز اول سے ہی چھ سات ہزار ارب روپے خسارے سے یا قرضے سے شروع ہو رہا ہو اس ملک میں welfare فلاحی یا غریب پرور بجٹ لانا کیسے ممکن ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہمیں بطور قوم اپنے معزز ایوانوں سے اور ارباب اختیار سے پوچھنا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بجٹ کو سادہ طریقہ سے اس طرح سے explain کرتا ہوں کہ our budget consist of two types of revenues, ایک اس کے tax revenues ہیں اور دوسرے non-tax revenues ہیں۔ Tax revenues جو FBR جمع کرتا ہے وہ اس سال ہم 14130 ارب روپے اکٹھے کریں گے اور جو non-tax revenues ہیں جو petroleum levy میں، State Bank اور fees وغیرہ میں ہم اکٹھے کریں گے وہ 5150 ارب روپے کے قریب ہیں، یعنی یہ دونوں ملا کر پورے پاکستان کی وفاقی حکومت کی پورے سال کی income 19300 ارب روپے کے قریب ہو گی۔ اب دوسری طرف ہمارے اس سال کے اخراجات کو اگر دیکھیں تو صرف اور صرف جو دو heads ہیں نمبر ایک ہماری جو debt servicing ہے اس میں ہم نے اس سال 8200 ارب روپے خرچ کرنے ہیں، جو ہم نے صوبوں کو divisible pool میں دینا ہے، وہ 8200 ارب روپے دینا ہے۔ 16400 ارب روپے یہ ہو گئے اور defence services کے لیے ہم نے 2550 ارب روپے رکھے ہیں۔ جب انہیں ملائیں تو almost 19000 ارب روپے ختم ہو جاتے ہیں۔ اب پورا سال جو پاکستان نے گزارنا ہے اس کے لیے ہمیں اور قرضہ لینا ہے اور زیادہ قرضہ لے کر ہم نے اپنا پورا سال گزارنا ہے چاہے اس میں ہم نے اپنی وفاقی حکومت کو run کرنا ہے، ہم نے اپنی 1500 ارب کی pensions دینی ہیں، ہم نے اپنے PSDP کے منصوبوں کو run کرنا ہے، ہم نے اگر اپنی

رکھنی ہیں، بے نظیر انکم net lending and development کی provisions
سپورٹ پروگرام کی provision رکھنی ہے تو یہ سب کچھ ہم نے قرضے سے کرنا ہے۔ جو 8200ارب روپے ہم قرضے کی مد میں دے رہے ہیں وہ ہم principal amount پر نہیں دے رہے، وہ ہم debt servicing دے رہے ہیں اور پچھلے بیس، تیس سالوں سے ہر حکومت نے آکر قرضہ لیا ہے اور کسی حکومت نے قرضہ واپس نہیں کیا۔ ہر حکومت صرف اور صرف اس کی debt servicing رکھتی ہے۔اس سال ہماری ٹوٹل کمائی کا 35% to 40% صرف سود کی ادائیگی میں جارہا ہے اور پچھلے سال ہم نے اپنے پورے سال کی کمائی کا 55% صرف سود کی ادائیگی میں دیا ہے۔ ابھی حکومت نے جو Economic Survey of Pakistan announce کیا اس میں مارچ 2025 تک 76000 ارب روپے پاکستان قرضہ لے چکا ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں اور ہماری economic policy میں ہم نے principal debt کو کس طرح retire کرنا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو کس طرح اس adhocism والے بجٹ یا adhocism والی پالیسی سے نکالنا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملک کو کیسے بہتری کی طرف لے جایا جاسکتا ہے۔ میرے نزدیک اس کا solution نمبر 1 پر بھی export ہے، نمبر 2 پر بھی export ہے اور نمبر 3 پر بھی export ہے۔ہم نے پچھلے بیس سے تیس سالوں میں import and export کے gap کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ آج ہماری import ہماری export سے 100% زیادہ ہے اور ہمارا trade deficit 100% کے قریب ہوتا اگر ہمارے overseas Pakistani یا ہمارے اور sources باہر سے remittances نہ بھیجتے تو ہمارا current account deficit کبھی بھی پورا نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین! یہ export کس وجہ سے نہیں بڑھ سکی، اس کی main reason یہ ہے کہ پچھلے تیس سالوں میں ہماری تمام حکومتوں نے banks سے loan لیے ہیں اور banks نے بھی حکومت کو ایک secure and dependable client سمجھتے ہوئے کبھی یہ تکلیف نہیں کی کہ وہ آپ کے private sector کو loan دیں، آپ کے agricultural sector کو loan دیں، آپ کے industrial sector کو loan دیں،

SMEs کو loan دیں۔ انہوں نے loan صرف حکومت کو دیا اور حکومت سے سود لے کر اپنے banks کو super profits دیے۔

اس ایک چیز کے ساتھ ہماری کئی چیزیں جڑی ہوئی ہیں۔ ہمارے ملک میں banks پر ایک قانون لاگو تھا advances to deposit ratio کا یعنی ان کے پاس جتنے deposits ہیں اس کا 50% انہوں نے private sector کو loan دینا تھا۔ پچھلے سال یا اس سے پچھلے سال پہلی دفعہ FBR and Finance Division نے ان پر تھوڑا زور ڈالا تو انہوں نے یہ قانون ہی change کرا لیا ہے۔ اب اگر ہماری economy میں وقت پر industries کو funding کی جاتی تو ہماری export بڑھتی اور ہماری export اگر بڑھتی تو ہمارے ملک میں ڈالر کی قیمت اس قدر increase نہ کرتی۔ ہمارے روپے کی قیمت اس قدر decrease نہ کرتی کیونکہ ہمارے ملک میں جب بھی import کا cycle تھوڑا سا اوپر جانا شروع ہوتا ہے۔ جب بھی ہمارا GDP بہتر ہونا شروع ہوتا ہے تو سب سے پہلا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری foreign currency پر اتنا pressure آجاتا ہے۔ ہمیں imports کے لیے اتنے پیسے چاہیے ہوتے ہیں کہ ہماری ڈالر کی قیمتیں بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ڈالر کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ہماری energy کی قیمتیں بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ہماری energy کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ہماری cost of production بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے foreign reserves deplete ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارے پاس import cover ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے یعنی یہ economy کی boom and bust کا ایک cycle ہے۔

ہمارے ملک نے پچھلے تیس چالیس سالوں میں کم از کم بیس سے پچیس دفعہ یہ observe کیا ہے لیکن صرف اس لیے observe کیا ہے کہ جیسے ہی ہماری GDP بڑھتی ہے۔ ہماری import oriented economy ہے جب تک ہم اپنی export کو اپنی import کے قریب نہیں لائیں گے۔ جب تک ہم اپنے budget میں، اپنی planning میں، اپنی export کو بڑھانے کے لیے plan نہیں کریں گے۔ ہم اس قسم کے مسائل میں پھنسے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! 2021 میں ہماری economy تھی 348ارب ڈالر کی، 2022 میں ہماری economy تھی374ارب ڈالر کی لیکن آج ہماری economy 2021کے بعد پانچ سال بعد357 billion dollars کی ہے۔ یعنی پانچ سال میں ہم350ارب ڈالر کیbracketسے باہر نہیں نکلے۔ ہمارے ہمسائے میں ایران ہے پچھلے بیس پچیس سال سے اس پر sanctions ہیں۔2021 میں ان کی economy تھی383ارب ڈالر کی اور 2025 میں ان کی economy ہے432billion dollars کی، 50 billion dollar سے انہوں نے اپنی economy بڑھائی ہے۔ ہمارے ہمسائے میں ہندوستان ہے ان کی 2021 میں economy تھی 3100 billion dollars کی، ان کی 2025 کی economy 4100 billion dollars کی ہے۔ لیکن ہم اپنی GDP کیوں نہیں بڑھا سکتے۔ ہم نے پچھلے دو، تین سال میں، ہماری 2022 کی جو imports ہیں وہ 84billion dollars کی ہیں لیکن ہماری 2025 کی imports 54billion dollars کی ہیں۔ہم کیوں 30 billion dollars نیچے لائے کیونکہ ہمارے پاس import کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ ہماری exports اس کو support نہیں کرتی ہیں۔

ہمیں اپنے آپ کو bed sheets, textiles, leather goods, surgical equipment سے بھی نکالنا ہوگا۔ ہماری IT نے بہت اچھا perform کیا ہے لیکن ہماری حکومت کو ان کی patronage کرنی ہو گی۔ ان کے لیے ease of business کرنی ہو گی۔ میں ابھی دیکھ رہا تھا کہ FBR نے اس budget میں e-commerce, digital economy پر tax لگانے پر بہت زور دیا ہے۔ سب سے پہلے تو دیکھیں کہ ہمارا جو basic fault ہے کہ FBR خود ہی policy بناتا ہے اور اس کو خود ہی implement کرتا ہے۔ جس ادارے نے target achieve کرنے ہوں وہ کبھی بھی policy نہیں بناتا لیکن پچھلے دو، تین سالوں سے یہ بات چیت ہوئی ہے کہ policy کو implementation سے separate کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک نے پچھلے سال میں 4 billion dollars کی IT export کی ہے۔ یہ بہت اچھی ہے لیکن ہمارے ہمسائے ملک کی 150 billion dollars کی

ITکی، تو وہاں پر ہمارا کافی room موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہماری export میں value addition میں بہت سارا cushion موجود ہے۔ ہمیں اس کے اوپر اپنا کام کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کسی بھی ادارے میں، کسی بھی business organisations جو اس ملک کا main حصہ چلا رہے ہیں۔ اگر ان پر کوئی قانون لگتا ہے تو وہ as a mafia اتنے powerful ہیں کہ وہ اپنے اوپر کچھ بھی لگانے کی اجازت نہیں دیتے۔ اجازت دینے سے مراد ہے کہ وہ اس کو بالکل break کر دیتے ہیں، bulldoze کر دیتے ہیں۔ جیسے banks نے advances to deposit ratio کی جو شرط تھی جس سے private organisations کو کچھ investment ملنے کا chance تھا۔ وہ انہوں نے December میں قانون ہی تبدیل کروا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں جس بات پر توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ ہے ,population ہماری population 2.25% سے increase ہو رہی ہے یعنی ہر سال ہمارے ملک میں 50 to 55 lac لوگ include ہو رہے ہیں، enhancement ہو رہی ہے۔ جب ان 55 lac لوگوں کی enhancement ہو رہی ہے یا آبادی بڑھ رہی ہے۔ پاکستان چونکہ اس وقت ایک youth bulk سے گزر رہا ہے۔ ہماری 60% population below 30 years of age ہے تو ہر سال ہمارے پاس تیس لاکھ لوگ کام کے لیے، روزگار کے لیے، ہماری economy میں، ہمارے ملک میں آ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے GDP کی growth نہیں ہے، ہماری economy کی growth نہیں ہے تو ہماری بے روزگاری کا level بہت high ہے اور اسی وجہ سے اگر آپ دیکھیں کہ 2020 میں تقریباً چھ کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے تھے۔

World Bank نے 2025 میں جو survey کیا ہے اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ساڑھے دس کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے ہیں۔ جو خط غربت سے، poverty line سے نیچے لوگ ہیں ان کی income بیس ہزار مہینہ calculate کی گئی ہے۔ آپ مجھے بتائیں بیس ہزار مہینہ میں تین وقت کا کھانا، ان کے کپڑے، ان کا رہنا، ان کا آنا جانا، ان کا علاج معالجہ، وہ یہ سب کیسے پورا کرتے ہوں گے۔ ہم نے اپنے budget میں، اپنی planning میں یہ ضرور plan کرنا ہے

کہ ہم اگلے سال اس کو compare کریں کہ جو پانچ سال میں چھ کروڑ سے لوگ دس کروڑ تک پہنچے ہیں۔

Mr. Chairman: Please wind up.

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین! دو تین منٹ بس۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب چیئرمین! بس دو تین منٹ۔ چھ کروڑ سے لوگ دس کروڑ تک پہنچے ہیں ان کو ہم کیسے improve کر سکتے ہیں۔ دوسری بات چونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ wind up کریں تو دو، تین points اور ہیں ان کو چھوڑ کر main بات کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں FBR میں جو leakage ہے۔ جو enforcement کا control نہیں ہے، جو مسائل ہیں ان کو smuggling کہیں، خدانخواستہ ان کو corruption کہیں یا جو بھی کہیں۔ اصل میں قوانین موجود ہیں، بہت high taxes ہیں، اتنے high taxes ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ اگر آپ کوئی profit کمائیں گے 40% ایک tax ہے۔ اگر profit دس کروڑ سے اوپر ہے تو اس پر 10% کا ایک اور tax ہے۔ یہ 50% ہو گیا اور اگر آپ اس company سے private limited ہے یا دوسری ہے، آپ dividend لیں گے تو 20% مزید tax ہے

جناب چیئرمین! آپ مجھے بتائیں International یا کوئی آدمی یہاں investment کرے گا؟ ہمارے taxes already high ہیں لیکن ہمارا نقصان کہاں ہے، ہماری FBR implementation کی نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے power sector میں بے انتہا corruption ہے۔ پچھلے پندرہ سالوں میں ہر حکومت نے کوشش کی کہ IPPs کا forensic audit ہو۔ وہ سو power plant اتنے powerful ہیں کہ ہماری ہر Government ان کے سامنے ڈھیر ہو گئی۔ اور آج میں اس سینٹ کے floor سے آپ کے توسط سے یہ request کرتا ہوں کہ Prime Minister of Pakistan سب سے پہلے IPPs کا forensic audit کرائیں۔ جتنا اس ملک کو، اس ملک کے غریب عوام کے خون کو IPPs نے چوسا اور چوس رہے ہیں اور آگے بھی چوسیں گے۔ جس کی وجہ سے نہ ہماری Industry viable ہے، نہ ہمارے لوگ viable ہیں، نہ ہم زندگی گزار سکتے ہیں بلکہ میں اس floor سے

شہباز شریف صاحب کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ایک Power Energy اور ایک FBR یہ دو departments ایسے ہیں کہ اگر ہم نے پاکستان کو سنبھالا دینا ہے، پاکستان کو ان قرضوں سے نکالنا ہے اور اپنی اگلی نسلوں کو ہم نے کوئی relief دینا ہے تو سارے کام چھوڑ دیں اپنی پوری ٹیم لے کر اس پر بیٹھیں باقی منسٹریاں دوسرے منسٹرز کو چلانے دیں۔ان دونوں departments سے اس ملک میں پانچ پانچ ہزار اور چھ چھ ہزار ارب سال کا فائدہ ہو سکتا ہے۔

جنابِ چیئرمین! میں اس تقریر سے ہٹ کر صرف ایک دو منٹ یہ لینا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک۔ اس وفاقی بجٹ میں بلوچستان کے لیے انہوں نے اڑھائی سو ارب رکھا ہے، وہ لگنا چاہیے تاکہ بلوچستان میں واقعی کوئی کام ہو۔

دوسرا یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے calculations کی ہیں تو پچاس ہزار اسامیاں ایسی ہیں جو خالی ہیں۔ میں یہ House of the Federation کے توسط سے اپنے بھائیوں سندھ، پنجاب اور KP سے request کروں گا کہ بلوچستان کے جو حالات ہیں۔ جو جو problems وہاں پر موجود ہیں ان کے مد نظر ان پچاس ہزار اسامیوں میں سے 50% بلوچستان کو دی جائیں One time dispensation کے ذریعے ان کا کوٹہ change نہ کیا جائے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ لوگ سارے ہمارے ساتھ blend ہو جائیں گے۔ وہاں بلوچستان سے لوگ آئیں گے۔ وفاقی حکومت کی ownership ہو گی۔ تو ان پچاس ہزار میں سے تمام ہمارے جو صوبوں کے لوگ ہیں ان کو support کر کے پچیس ہزار اسامیاں بلوچستان کو دیں۔

دوسری میری ایک request یہ ہے کہ چونکہ Senate House of the Federation ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت میں سندھ کا بھی 23 فیصد کوٹہ بنتا ہے۔ KP کا بھی 23 ,22 فیصد کوٹہ بنتا ہے۔ جو وفاقی CSP Officers ہیں۔ بلوچستان کا ساڑھے تین یا ساڑھے چار فیصد بنتا ہے۔ اس کو بھی ایک sunset clause کے تحت یعنی دس سال کے لیے automatic وہ ختم ہو جائے ان کو تمام صوبوں کے برابر کوٹہ کرکے ہمارے لڑکوں اور لوگوں کو وہاں سے لایا جائے تاکہ وہ پاکستان کے باقی صوبوں میں blend ہوں اور بلوچستان میں جو ایک narrative India بیچ رہا ہے کہ جی ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہ لوگ نہیں ہیں وہاں کے

لوگ یہاں آئیں گے جائیں گے تو ان شاءاللہ اس میں ان کی ownership بڑھے گی۔ یہ ہماری ایک درخواست ہوگی۔ .Thank you

Mr. Chairman: I will request you to study the *Aghaz-e-Haqooq-e-Balochistan* which I initiated. Senator Jam Saifullah Khan Sahib.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہاں تو آپ کا نام نہیں لکھا ہوا ہے۔ ان کا کیا status ہے۔ اچھا، .O.K آپ کے لیے تو ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو وقت ملے گا۔ جی، سیف اللہ خان صاحب۔

**<u>Senator Jam Saifullah Khan</u>**

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اس بجٹ کے موقع پر کئی دوستوں نے کافی اچھی اچھی تجاویز دیں میں سب سے پہلے تو یہ جو ایران پر اسرائیل نے حملہ کیا ہے۔ میں اس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ جو نیتن یاہو ہے اس کا تقریباً یہ کوئی تیس سالہ project تھا۔ جیسا کہ دوستوں نے بتایا اور یہ چیزیں ثابت ہوئی ہیں۔ آپ نے ایک American General Wesley Clark کے بارے میں سنا ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ ایک memo میرے پاس آیا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ نیتن یاہو کی recommendation تھی کہ سات ممالک تھے۔ جس میں شام، عراق، ایران، سومالیہ، سوڈان اور ایک کوئی اور ملک تھا اور ان پر انہوں نے کہا تھا کہ اگلے دس سالوں میں ہم لوگوں نے ان پر attack کرانا ہے۔ Eventually سارے ملکوں پر attack ہوا اور جہاں جہاں انہوں نے، American نے جو مداخلت کی وہاں آپ دیکھیں تو وہاں حالات اتنے خراب ہو گئے ہیں۔ وہاں کی internal rifts ہیں بالکل chaos ہو گیا ہے۔ عراق میں بھی آپ نے دیکھا کہ اس میں القاعدہ جو وہاں سے بنی۔ ہمارے بلاول صاحب ہیں۔ خاص طور پر جو recent conflict ہوا ہے انڈیا اور پاکستان میں۔ بلاول صاحب گئے، میرے خیال میں انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے he was very eloquent and very articulate اور اس نے بڑے مدبرانہ انداز میں جو اپنا کیس جو کہ پاکستان کا کیس ہے وہ بتایا۔ اس پر جو ہماری diplomatic فتح ہوئی اس کے بعد

ہمارے جو آرمی چیف ہیں وہ بھی وہاں گئے اور ان کو ماشاء اللہ بڑی عزت ملی۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے کچھ لوگ وہاں جا کر۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سُنائی دی)

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے آرمی کے جو سربراہ ہیں ان کو امریکی صدر نے invite کیا اور اس میں ہمارے ملک کے کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اتنی گندی مہم چلائی اور وہاں پر ملک کا نام بدنام کرنے کی کوشش کی اور یہاں سے خاص طور پر یہ جو بھگوڑے اینکرز یہاں سے بھاگے ہوئے ہیں وہاں YouTube وغیرہ کھولے ہوئے ہیں تو ان کی اگر آپ زبان دیکھیں تو ان کی زبان میں اور جو انڈین میڈیا ہے ان کی زبان میں کوئی فرق نظر نہیں آرہا تھا۔ تو جناب! یہ جو بھی ہو چاہے اسرائیل ہو، چاہے اس کی جو populist policies ہیں یہ ہر جگہ unfortunately ساری دنیا میں انہوں نے دنیا کو بڑا ایک خطرناک ملک بنایا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے narrative کی اتنی تقسیم کی ہے۔ لوگوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں اور لوگوں میں تقسیم پیدا کرتے ہیں اور یہ populist جو بھی ہیں آپ اگر تاریخ میں بھی دیکھیں تو جو بھی populist leaders ہیں، چاہے ہٹلر ہو، چاہے نیتن یاہو ہو۔ ایک جگہ پر میں پڑھ رہا تھا تو اس میں جو ظاہری بات ہے یہ اتنے historical figures ہیں تو لوگ ان کی جو psychoanalysis بھی کرتے ہیں کہ یہ اگر انہوں نے اتنی تباہیاں مچائی ہیں۔ 2nd World War میں تقریباً کوئی 80 million کے قریب جو لوگ مر گئے اور دنیا میں اتنی تباہی و بربادی ہوئی تو ان کا وہ کہہ رہے تھے کہ ان کی جو نفسیاتی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ ان کو ایک بیماری ہے جس کو Dog Tired کہتے ہیں۔ Unfortunately جو بھی انہوں نے چار پانچ populist نام بتائے۔ جس میں ہٹلر کا نام تھا اور نیتن یاہو کا نام تھا۔ نیتن یاہو کو اگر آپ سارے ممالک کے تناظر میں دیکھیں تو یہ خون کا سوداگر ہے۔ اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ دنیا میں تقسیم ہو۔ وہ صرف اپنے narrow مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے اپنے ملک میں بھی بڑی division پیدا کی ہوئی ہے جو دوسرے عرب ہیں یا minorities وغیرہ ہیں، ان کے حوالے سے۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کا جو بھی propaganda ہے، اسے confront کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں بجٹ کے حوالے سے ایک دو suggestions دینا چاہوں گا۔ ہمارے کافی دوستوں نے موٹروے کے حوالے سے بات کی ہے۔ یہ ہماری ایک بالکل جائز demand ہے۔ ہم پچھلے دس سالوں سے سن رہے ہیں کہ M6 جو سکھر سے حیدرآباد کے درمیان موٹروے بنی ہے، اس کے متعلق کبھی کہا جاتا ہے کہ کل بنا رہے ہیں، پرسوں بنا رہے ہیں، اس میں دو تین مرتبہ اعلانات ہوئے لیکن half-hearted attempts سے کیا جس کی وجہ سے وہ کام ابھی تک نہیں ہو سکا۔ ابھی حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم نے PSDP میں فنڈنگ اس لیے نہیں رکھی کیونکہ اسلامی ترقیاتی بینک سے ہماری بات چیت چل رہی ہے اور وہ جو loan دیں گے، اس سے ہم اس کی تعمیر کروائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے جو بھی بات چل رہی ہے وہ ایک طرف ہے، اس سڑک کے تقریباً پانچ sections ہیں، ابھی جو NHA کے تحت 100 ارب روپے رکھے گئے ہیں، اس سے کام شروع کروائیں۔ باقی جو اسلامی ترقیاتی بینک سے ہونا ہے تو وہ بعد میں کروائیں۔

میں electric vehicles کے متعلق بھی تھوڑی بات کرنا چاہوں گا۔ اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ environment کا ہے۔ آلودگی کی وجہ سے ماحول خراب ہو رہا ہے۔ آپ دنیا میں کسی بھی جگہ پر جائیں، آپ کو electric vehicles ملیں گی۔ ایک تو اس سے ماحولیاتی نظام بھی صحیح ہوتا ہے اور یہ cost effective بھی ہے۔ آج کل جو گاڑیاں بن رہی ہیں، کافی لمبی range کی بن رہی ہیں۔ کوئی 700 کلومیٹر کی ہے، خاص طور پر جو hybrids ہیں، جو plug in hybrids یا پھر extended range vehicles ہیں، وہ تو 1300 اور 1400 کلومیٹر تک کی range کی ہیں۔ لہٰذا، تیل کے import bill کو بھی کم کرنے کے لیے یہ گاڑیاں ضروری ہیں۔ اگر ایک فیملی کی گاڑی کا tank دس ہزار روپے میں fill ہوتا ہے تو وہی tank دو یا اڑھائی ہزار میں بھر جائے گا۔ لہٰذا، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس پر incentive دینا چاہیے۔ آج کل جو ماحولیاتی مسائل سامنے آ رہے ہیں، آپ بڑے شہروں میں جائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ان کا air index بہت خراب ہو چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے بھی مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ ہماری جو بھی middle class and lower middle class families ہیں، ان کی قوت خرید میں بھی بہتری آئے گی۔

جناب چیئرمین ! اس کے ساتھ ساتھ میں چاہوں گا کہ جس طرح inflation بڑھ رہی ہے تو سرکاری افسران کو بھی تھوڑا بہت relief ملنا چاہیے۔ ان کی تنخواہیں بھی تھوڑی بڑھنی چاہییں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین : سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔

## Senator Hidayatullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان : جناب چیئرمین ! شکریہ۔ (عربی) یہ آیت میں نے تلاوت کی، اس کا ترجمہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دو اور برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ مت دو۔ آج ہم بجٹ کے متعلق بات کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں یہاں لوگ موجود نہیں ہیں۔ پہلی دو قطاروں میں صرف ہمارے سینیٹر مہدی صاحب ہیں اور وہ بھی اپنے فون میں کوئی چیز ڈھونڈ رہے ہیں یا کچھ کام کر رہے ہیں۔ لٰہذا، میں مہدی صاحب کو متوجہ کرنا چاہوں گا کہ وہ کم از کم ہماری باتیں نوٹ کریں اور ان کو حکومت تک پہنچائیں۔ دوسری بات یہ ہے، باقی جب میں نے پیچھے دیکھا تو صرف عمران خان صاحب کی تصویریں پڑی ہیں۔ ان بندوں کو چاہیے کہ کم از کم ان تصاویر کا لحاظ کریں اور ان کے پیچھے بیٹھ جائیں۔ یہ ان تصاویر کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔ کوئی بھی بندہ نہیں ہے۔ کوئی بھی آدمی یہاں پر نہیں ہے کہ وہ دیکھ سکے کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب عالی ! مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک مولانا مسجد میں بیٹھے تھے اور بات کر رہے تھے۔ لوگ ایک ایک کر کے وہاں سے جاتے رہے یہاں تک کہ صرف ایک آدمی رہ گیا۔ جب ایک آدمی رہ گیا تو مولانا نے کہا کہ میری کون سی بات ایسی تھی جس نے آپ کے اوپر اثر کیا اور آپ بیٹھے ہیں۔ اس نے کہا مولانا صاحب ! کوئی اثر وغیرہ نہیں ہے، بس یہ بات ہے کہ جس چادر پر آپ بیٹھے ہیں، وہ میری ہے۔ جب آپ اٹھیں گے تو میں اسے اٹھاؤں گا۔ میں اس چادر کے لیے بیٹھا ہوں۔ لٰہذا، یہ جو باقی اراکین بیٹھے ہیں، یہ چادر کے لیے یعنی اپنے number کے لیے بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین : سینیٹر صاحب ! یہ جو سب بیٹھے ہیں، ابھی ووٹنگ بھی ہوئی ہے، بڑی اکثریت سے انہوں نے ووٹ دیا ہے۔ یہ چادر کے لیے نہیں بیٹھے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! بجٹ تو ہر سال پیش ہوتا ہے اور ہم اس پر اسی طرح بحث کرتے ہیں۔ حکومت اراکین واہ واہ کرتے ہیں جبکہ اپوزیشن والے تنقید کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں اس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس بجٹ پر جو بڑی بڑی books ہمیں دی گئی تھیں، کوئی ان کو پڑھتا بھی نہیں ہے جبکہ ان پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈ لیں کہ اسی طرح بجٹ pass کرتے رہیں کیونکہ یہ ہمارا اپنا بنایا ہوا بجٹ نہیں ہے۔ یہ IMF کی روشنی میں، اس کے ساتھ بیٹھ کر، معاہدہ کرکے، اس کے ساتھ ہر ایک چیز پر بات کرکے بجٹ بنایا جاتا ہے۔ اس لیے میں سوچتا ہوں کہ اس کے لیے طریقہ کار کچھ اس طرح کا بنائیں کہ لوگوں کو تکلیف بھی نہ ہو اور بجٹ بھی pass ہو جائے۔

جناب! بجٹ میں غریب عوام کے لیے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ یہ بجٹ غریب عوام کے لیے معاشی قتل ہے۔ اس بجٹ میں غربت سے پسے ہوئے لوگوں کا گلا دبایا جارہا ہے تاکہ وہ آواز بھی نہ نکال سکیں۔ ٹیکسوں کی بھرمار ہے اور ہر ایک چیز پر نیا نیا ٹیکس لگایا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین! پہلے میں تنخواہ دار طبقے پر آتا ہوں جو ہر پہلی تاریخ salary کے منتظر ہوتے ہیں۔ ان کی یہ حالت تھی کہ جب بجٹ پیش ہورہا تھا، اس دن سب ملازمین پارلیمنٹ کے باہر احتجاج کررہے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ہمیں کچھ نہ کچھ relief مل جائے گا لیکن ان کی تنخواہیں صرف 10 فیصد بڑھائی گئیں۔ میرے خیال میں یہ ان کے ساتھ بہت زیادتی ہے کیونکہ 10 فیصد آج کل کی مہنگائی میں بہت کم ہے۔ ان کو بجلی کے بل، بچوں کی فیسیں، گیس کے بل ادا کرنے پڑتے ہیں تو یہ 10 فیصد بھی خرچ ہو جاتے ہیں اور نہیں بچتے۔ میری یہ تجویز ہے کہ تنخواہوں میں کم از کم 100 فیصد اضافہ کیا جائے تاکہ ملازمین کی تھوڑی بہت گزر اوقات ہو سکے۔

جناب! دوسری بات زراعت کے متعلق ہے۔ زراعت معیشت کی جڑ ہے۔ اس پر اتنا ٹیکس لگایا گیا ہے کہ زراعت والے لوگ، زمیندار اور کاشت کار بے چارے کیا کریں گے۔ یہ مہنگائی جو ادویات کے حساب میں ہے، جو کھاد کے حساب میں ہے، جو بیج کے حساب میں ہے، ڈیزل وغیرہ اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ وہ لوگ آخر کار کاشت کاری ہی بند کرنے کے متعلق سوچیں گے کیونکہ آج کل کوئی بھی چیز سستی نہیں ہے اور زمین دار کا حساب خراب ہو چکا ہے۔ میری تجویز ہے کہ زراعت پر ٹیکس مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین ! مہنگی بجلی کی وجہ سے غریب آدمی سولر پینل کے ذریعے ایک پنکھا اور ایک بلب جلاتا تھا۔ اس بجٹ میں سولر پینل پر 18 فیصد ٹیکس لگایا گیا۔ پھر ہمارے سننے میں آیا کہ یہ 10 فیصد ہوگیا ہے جبکہ کوئی کہتا ہے کہ ختم ہوگیا ہے۔ میں یہاں پر آپ کو ایک لطیفہ سنانا چاہتا ہوں۔ ایک آدمی تھا، اس کا نام 'خر' تھا۔ خر کہتے ہیں گدھے کو۔ لوگ اکٹھے ہوگئے کہ یہ بہت خراب نام ہے، اس لیے یہ نام تبدیل ہونا چاہیے۔ اس نے لوگوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا جنہوں نے اس کا نام 'کچے'، کچے گدھے کے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں۔ وہ خوشی خوشی گھر آیا تو اس کی بیوی نے پوچھا کہ آپ کا کیا نام رکھا گیا ہے، اس نے کہا کہ 'کچے'۔ اس کی بیوی نے کہا کہ اللہ تمہارا بیڑا غرق کرے، چھ مہینے بعد یہ دوبارہ 'خر' ہو جائے گا، تم چھ مہینے بعد بڑے ہو کر گدھے بن جاؤگے۔ انہوں نے بھی یہی چیز کی ہے کہ کبھی ایک طرف گھماتے ہیں اور کبھی دوسری طرف گھماتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بہت زیادتی ہے کیونکہ سورج پر ٹیکس لگانا، ہوا پر ٹیکس لگانا، پانی پر تو پہلے سے ہی ٹیکس تھا لیکن یہ جو دو نعمتیں اللہ نے ہمیں بغیر پیسوں کے دی ہیں، ان پر بھی ٹیکس لگانا بہت زیادتی ہے۔ مالدار لوگ تو اپنا کام چلا سکتے ہیں لیکن غریب آدمی کو پریشانی ہوتی ہے۔

جناب والا ! World Bank کی report کے مطابق 45% لوگ غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں، بے روزگاری بڑھ رہی ہے، لوگ مہنگی ادویات نہیں خرید سکتے۔ تعلیم کے حوالے سے report آئی ہے کہ دو کروڑ ستر لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ ہماری توجہ صحت اور تعلیم کی طرف بالکل بھی نہیں ہے، حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں، بے روزگاری اور سکولوں سے دوری کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے اور بھکاریوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اسلام آباد جیسے دارالحکومت میں قتل، چوری اور تمام جرائم ہو رہے ہیں اور حکومت اس پر غور نہیں کر رہی ہے۔ جناب والا ! وفاقی حکومت کی توجہ خیبر پختونخوا کی طرف بالکل نہیں ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی حکومت ہے لیکن عوام تو عوام ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ حکومت کو ہر چیز کو بالائے طاق رکھ کر عوام کو ان کا حصہ دینا چاہیے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ پنجاب ہمارا بڑا بھائی ہے، بالکل ہم مانتے ہیں، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، ہم چھوٹے بھائی ہیں، کم از کم بڑے بھائی کو چاہیے کہ وہ چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھے۔

جناب چیئرمین ! اگر PSDP میں خیبر پختونخواکے share کی بات کی جائے تو اس میں ہمارے صوبے کے لیے کوئی نیا منصوبہ نہیں ہے جبکہ پہلے سے موجود منصوبوں کو بھی نکالا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ ایک بچہ جس کا نام طفیل تھا، اس کا امتحان ہو چکا تھا، اس کے والد نے اس سے پوچھا کہ بیٹے pass ہو گئے ہو، اس نے کہا کہ pass کو چھوڑیں، اسے گولی ماریں، میرے تو نام سے 'ط' کاٹ دیا گیا۔ اسی طرح خیبر پختونخوا کے پہلے سے موجود منصوبوں کو بھی ہٹا دیا گیا ہے، میرے خیال میں یہ ظلم ہے۔ SDGs کے لیے جو ستر ارب روپے رکھے گئے ہیں، ان میں خیبر پختونخوا کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ میری گزارش ہے کہ چکدرہ، تیمرگرہ منصوبہ جو 2017 کا منصوبہ ہے، یہ بہت ضروری ہے، اس پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا، حالانکہ اس کے لیے کوریا کی حکومت نے پیسے بھی رکھے ہیں اور اس کا سود بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ 2017 سے لے کر آج تک یہ منصوبہ شروع نہیں ہوا؟ اس منصوبے کو 2027 میں مکمل ہونا ہے، یہ دو سالوں میں اتنا بڑا منصوبہ کیسے مکمل کریں گے؟ اس منصوبے پر فوراً کام شروع کیا جائے۔ اس سڑک پر روزانہ accidents ہوتے ہیں اور قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ اس پر مجھے پہلے بھی یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ اس پر کام شروع ہو جائے گا لیکن کام ابھی تک شروع نہیں ہوا۔

جناب والا ! فاٹا اور پاٹا کی پرانی حیثیت ختم کر کے ان کو ٹیکس کے net میں لایا گیا ہے، غربت اور دہشت گردی کے مارے لوگوں پر ٹیکس لگانا اور بوجھ ڈالنا بہت بڑا ظلم ہے۔ وہاں پہلے ہی غربت، پریشانی اور بے روزگاری کم تھی کہ اب ان پر مزید ٹیکس لگا دیا گیا۔ میری تجویز ہے کہ وہاں موجود معدنیات کے لیے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے تاکہ حکومت کو revenue بھی حاصل ہو اور وہاں کے لوگوں کو روزگار بھی مل سکے۔ وہاں کے پریشان حال لوگوں پر ٹیکس نہیں لگانا چاہیے۔

جناب چیئرمین ! ہمیں سب سے بڑا یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارا سارا نظام سود پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ (عربی) ترجمہ: اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کون جنگ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ سود کے نظام کو چلاتے ہیں، آپ میرے احکام سے انحراف کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں (عربی) آپ میرے احکام سے اعراض کریں گے تو آپ کی زندگی اور معیشت تنگ ہو گی۔ یہ اللہ کا حکم ہے تو ہم کیسے ترقی کر سکتے ہیں؟ اس کا سب سے بڑا عذاب اور سزا یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کو اندھا اٹھایا جائے گا۔ جناب

والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دن بدن بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کم کیا جائے، غریب عوام کا خیال رکھا جائے۔ خیبر پختونخوا کا قرض وفاقی حکومت نے ادا کرنا ہے، اس کے لیے وفاق نے ایک پیسا بھی نہیں رکھا، یہ قرض کہاں سے ادا ہو گا؟ خیبر پختونخوا کے ضم اضلاع کے لیے 18th Amendment کے تحت کہا گیا کہ ہم بجٹ میں FATA 3% کے لیے دیں گے لیکن ابھی تک ایک پیسا بھی نہیں دیا، انہیں یہ پیسے دینے چاہییں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I will give the floor to Senator Rubina Qaim Khani, after that Senator Jan Muhammad Sahib.

(اس موقع پر جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سینیٹر منظور احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**<u>Senator Rubina Qaim Khani</u>**

سینیٹر روبینہ قائم خانی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے اسرائیل کے ایران پر کیے گئے حملے کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ اسرائیل کھلی دہشت گردی کر رہا ہے، وہ غزہ، فلسطین میں نہتے معصوم لوگوں کا خون بہا رہا ہے اور اب اس نے ایران پر بھی حملہ کر دیا ہے۔ جناب والا! اسرائیل کے جارحانہ عزائم کو روکنا ہو گا۔ ہم برادر اسلامی ملک ایران کے ساتھ ہیں۔ ہم خطے میں امن کے لیے عالمی برادری کو اپنا کردار ادا کرنے کی گزارش کرتے ہیں۔ اس وقت اگر ساری دنیا اسے serious نہیں لیتی تو مجھے نظر آ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیسری عالمی جنگ ہمارے خطے سے شروع ہو جائے۔ اس کا seriously notice لینا ہو گا اور اسرائیل کو اپنی بے شرمانہ کارروائیوں سے روکنا ہو گا۔

جناب چیئرمین! ویسے تو یہ بجٹ صرف اور صرف numbers کا ہیر پھیر لگتا ہے، اس میں ہمیں جو نظر آتا ہے کہ ملک میں یا کسی صوبے میں جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو غریب عوام اور تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کی بجٹ پر نظر ہوتی ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہا جا رہا ہے اور ہم نے جو تقاریر بھی سنیں، سب لوگوں کی حکومت کو تجاویز بھی ہیں اور اسے pressurize کرنے کی بات بھی کی جا رہی ہے کہ اس بجٹ میں جو taxes کی بھرمار ہے، خدارا! اسے کم کیا جائے۔

تعلیم اور صحت کا بجٹ زیادہ ہونا چاہیے۔ کسان، مزدور اور ملازمین ایک امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ حکومت انہیں بجٹ میں ریلیف دے گی اور ان کی مالی مشکلات اور پریشانیاں کم ہوں گی۔

الغرض تمام طبقات سے تعلق رکھنے والی عوام کو ایک امید ہوتی ہے کہ حکومت ان کے بارے میں سوچے گی اور ان کو ریلیف دے گی لیکن unfortunately ایسا کچھ بھی ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا۔ اگر کہیں پر معمولی ٹیکس کی چھوٹ دی گئی تو وہیں پر اس سے کئی گنا زیادہ ٹیکس کی بھرمار کر دی گئی۔ مطلب آپ نے تھوڑا سا دانہ ڈال کر پھر غریبوں کا پورا خون چوس لیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم طلبہ کی بات کرتے ہیں جو ہماری youth ہے تو اس کی مایوسی بھی اس بجٹ کی وجہ سے بڑھتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ میں یہی کہوں گی کہ بجٹ آنے سے پہلے یہ حکومت بہت بڑے، بڑے دعوے کر رہی تھی لیکن کیا ہوا۔ اس نے عوام کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں صرف 10 فیصد اضافہ کیا گیا جو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ وہ کیسے گزارا کریں گے ؟ اگر آپ سب لوگوں کو یاد ہو تو پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں 135 فیصد تنخواہیں بڑھائی تھیں جس سے ایک عام آدمی میں خوشی کی لہر دوڑی تھی لیکن unfortunately اس کے بعد جو بھی حکومتیں آتی ہیں، وہ عوام کی امیدوں پر پانی پھیر دیتی ہیں۔ ہر غریب جو اپنی جمع پونجی سے solar panel خرید کر اس شدید گرمی میں ایک پنکھا اور ایک بلب جلا رہا تھا، اس پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا۔ جب الیکشن ہونے جا رہے تھے تو اس وقت یہ حکومت دعویٰ کر رہی تھی کہ ہم 300 یونٹ تک بجلی فری کریں گے لیکن کیا ہوا۔ وہ وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ کہیں تو بجلی بالکل غائب ہے اور کہیں لوڈ شیڈنگ کی بھرمار ہے۔

جناب ! آپ زراعت کے شعبے کو اٹھا کر دیکھیں جو ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اسے نظر انداز کیا گیا ہے۔ کسان پریشان ہے۔ ٹیکسز کی بھرمار ہے۔ تاجر پریشان ہے۔ Daily wages ملازمین اپنی جگہ پریشان ہیں کہ انہیں مستقل نہیں کیا گیا۔ اداروں کی نجکاری کی جا رہی ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ کسی صورت پاکستان پیپلز پارٹی کو تو قبول نہیں ہوگی۔ صوبوں کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ جن پروجیکٹس کے لیے پیسے دیے گئے، وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ حیدرآباد۔ سکھر موٹروے نہ صرف سندھ بلکہ پورے پاکستان کے لیے ایک اہم نوعیت کا منصوبہ ہے۔ کراچی پورٹ سے لے کر ملک بھر کی درآمدات و برآمدات کا انحصار اسی موٹروے پر ہے لیکن unfortunately اس کے لیے صرف 15 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو میں سمجھتی ہوں کہ یہ آنے والے 20 سالوں میں بھی complete نہیں ہوگا۔ آج جو حالات نظر آرہے ہیں۔ دو کروڑ سے زائد بچے اسکولوں سے باہر

ہیں۔ سرکاری اسپتالوں کی صورت حال ہمارے سامنے ہے۔ وہاں کتنی سہولیات ہوتی ہیں، اس سے ہم سب باخبر ہیں۔ غریب شخص پرائیویٹ اسپتالوں میں علاج نہیں کرا سکتا۔ تعلیم و صحت کا بجٹ دیکھ لیں۔ یہ کافی نہیں ہے۔ جس طرح تعلیم و صحت کے لیے بجٹ نہ ہونے کے برابر ہے، اسی طرح میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی جو ہمیشہ خواتین اور بچوں کے حقوق کے لیے بات کرتی ہے، خواتین کے تحفظ کو بھی یقینی نہیں بنایا گیا۔ ان کے لیے کوئی ایسے پروجیکٹس یا کوئی ایسا بجٹ مختص نہیں کیا گیا جو ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام آسکے۔

جناب! یہاں پر بہت ساری speeches ہوئیں۔ ایم کیو ایم کے میرے بھائی اور بہن جو ابھی میرے ساتھ بیٹھی ہیں، انہوں نے صوبہ سندھ اور اس کے شہروں کے حوالے سے بڑی بڑی باتیں کیں۔ میں یہ کہوں گی کہ یہ وہ وقت کیوں بھول جاتے ہیں کہ جب صوبہ سندھ میں آپ رات کے وقت سفر نہیں کر سکتے تھے۔ ڈاکوؤں کا راج تھا۔ کراچی میں law and order کی جو situation تھی، وہ ہم سب جانتے ہیں۔ کیوں یہ سب بھول جاتے ہیں کہ جو اس وقت کے حالات تھے اور جو آج کے حالات ہیں، ان میں دن، رات کا فرق ہے۔ آج وہاں پر بڑے بڑے bridges اور بڑی، بڑی شاہراہیں بن رہی ہیں۔ آج وہاں پر hospitals بن رہے ہیں۔ NICVD سندھ کے تمام شہروں میں چاہے وہ سکھر ہو، میرپور خاص ہو، حیدرآباد ہو یا کراچی، آپ دیکھیں کہ لوگوں کے door step پر صحت کی سہولیات میسر ہیں۔ اسی طرح SIUT, Sukkur and SIUT, Karachi ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صحت کے حوالے سے جو صوبہ سندھ کر رہا ہے، نہ صرف دوسرے صوبوں کو یہ دیکھنا چاہیے بلکہ اپنی عوام کو وہ سہولیات میسر بھی کرنی چاہیں جو ان کا حق ہے۔ بے شک ہم پر تنقید کریں۔ پاکستان پیپلز پارٹی بڑے دل کا مظاہرہ کرتی ہے۔ ہم نے ہمیشہ کھل کے تنقید سنی ہے لیکن صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیے بلکہ تنقید برائے تعمیر ہو۔ سندھ میں جو اچھے کام کیے ہیں، جو یونیورسٹیز بن رہی ہیں، جو کالجز بن رہے ہیں، infrastructure کا جو ایک جال بچھا ہے، اس کی بھی تعریف ہونی چاہیے۔ جس طرح پہلے کراچی میں ٹریفک block ہوتی تھی، آج وہ حال نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک recent مثال دوں گی۔ ابھی بکرا عید تھی۔ ماضی میں جگہ، جگہ آلائشیں نظر آتی تھیں۔ یہ سندھ حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ عید کے دوسرے دن بلکہ اسی دن شام میں سڑکیں صاف تھیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو اس چیز کا بھی کریڈٹ دینا چاہیے۔

ہم Federal میں ہوں یا صوبے میں، ہم نے deliver کیا ہے۔ عوام ہمارے ساتھ ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ لوگ جو بلاول بھٹو کو کل تک نہیں مانتے تھے، وہ تو بھٹو کو بھی نہیں مانتے تھے، وہ تو شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو بھی نہیں مانتے تھے پھر بلاول بھٹو کو بھی نہیں مان رہے تھے لیکن جس طرح شہید ذوالفقار علی بھٹو نے، شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے اور آج ان کا نواسہ اور بیٹا اپنے آپ کو internationally منوا رہا ہے، اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ جو لوگ ہم پر باتیں کرتے تھے، آج وہ کہتے ہیں کہ آپ lead کریں۔ یہ ہوتی ہے لیڈرشپ کہ آپ خود بولیں کہ lead کریں۔

جناب! بھارت اور پاکستان کا جو conflict تھا، internationally اس پر بھی بلاول بھٹو نے اپنا لوہا منوایا۔ میرے بچے یونیورسٹی اور کالج جاتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ماما آج چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کو سب praise کر رہے تھے۔ وہ تعریف کر رہے تھے کہ واقعی یہ لیڈر ہے کہ جو اپنی بات منوانا جانتا ہے۔ ہمیں اسی طرح کے لیڈر کی ضرورت ہے۔ ہم نے شہید کر دیا شہید ذوالفقار علی بھٹو کو، ہم نے شہید کر دیا شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو، خدارا اب ہمارے پاس جو لیڈرشپ ہے، ایک ینگ لیڈرشپ ہے جو deliver کرنا چاہتی ہے، ہمیں اس کا احسان ماننا چاہیے اور اس کے شانہ بشانہ بھی کھڑے ہونا چاہیے۔ ہمیں اس کی ہمت بھی بندھانی چاہیے کیونکہ ہمیں اس وقت اسی لیڈرشپ کی ضرورت ہے جو پاکستان کا نام پوری دنیا میں روشن کر سکے۔ میں اپنی تقریر کا اختتام کروں گی۔ ہماری بہت ساری تجاویز سنی بھی گئیں جس پر میں حکومت کا شکریہ ادا کروں گی۔ جس طرح میں نے کہا کہ ہم صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرتے۔ جو چیزیں اچھی ہوتی ہیں، ہم اس کو مانتے بھی ہیں۔ حکومت نے جس طرح یونیورسٹیز کے بجٹ میں کٹوتی کے فیصلے کو واپس لے کر 4.6 ارب بحال کر دیا، میں اس پر بھی حکومت کا شکریہ ادا کروں گی۔ Solar panels پر ٹیکس کو 18 سے 10 فیصد کر دیا گیا۔ سولر کو تو ٹیکس فری ہونا چاہیے تھا لیکن چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کی کاوشوں اور negotiations سے یہ بات سنی گئی اور میں حکومت کا شکریہ ادا کروں گی کہ اس نے ہماری بات رکھ لی اور اسے 10 فیصد کیا۔ PIDCL کے تحت سندھ کے منصوبے جو سندھ کے پاس رہنے تھے، اس پر بھی گورنمنٹ نے agree کیا۔ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ Digital tax اب وفاقی حکومت کی بجائے صوبائی حکومت ہی وصول کرے گی، اس پر بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ میں یہی کہوں گی کہ ہماری یہ جو ساری تجاویز سنی گئی ہیں، بہتر ہوتا کہ بجٹ سے پہلے ایک round

table ہوتا۔ تمام parties کو ساتھ لے کر چلتے اور پوچھتے کہ صحت، education یا خواتین کے حوالے سے کیسے بجٹ بنایا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسا کرنے سے حکومت کو بہت ساری آسانیاں ہوتیں۔ یہ ایک بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ اس پر ہی ملکوں کی ترقی base کرتی ہے۔ چلیں اس سال نہیں لیکن next year حکومت اس تجویز پر غور کرے گی کیونکہ ابھی تو حکومت سینیٹ میں بیٹھی نہیں ہے۔ کاش میری آواز ان تک پہنچ جائے اور وہ next year اس تجویز کو مد نظر رکھیں، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر حسن بانو صاحبہ۔

**Senator Husna Bano**

سینیٹر حسنہ بانو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرا پورا نام سینیٹر حسنہ بانو ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہاں پر جو لکھا ہوا تھا، میں نے وہی پڑھا۔ آئندہ خیال کریں گے۔ شکریہ۔

سینیٹر حسنہ بانو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے ملک پاکستان کی فوج کو سلام پیش کرنا چاہوں گی کہ جس طرح انہوں نے بھارت کو منہ توڑ جواب دیا اور سرخرو ہوئے۔ الحمد للہ۔

بجٹ 2025-26 پیش کیا گیا ہے۔ ہر سال بجٹ کا معیار ہر گزرے ہوئے سال سے ابتر سے ابتر ہوتا جا رہا ہے لیکن بہتری کی طرف نہیں آ رہا۔ جہاں تک بلوچستان کے حوالے سے بات ہے، بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ صوبہ بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ صوبہ بلوچستان کے عوام کو ان کے قدرتی وسائل سے محروم رکھا گیا ہے۔ بات اگر بجلی کی ہو تو صوبہ بلوچستان بھی اس سے محروم ہے۔ گیس کی بات کی جائے تو اس سے بھی بلوچستان محروم ہے۔ پانی کی بات کی جائے تو اس سے بھی بلوچستان محروم ہے۔ گیس پیداوار ہی بلوچستان کی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ اسے اس سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے۔ پانی کی قلّت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لوڈشیڈنگ کی بھرمار ہے۔

ضلع حب، جہاں میں رہ رہی ہوں، وہاں تو بجلی ہے ہی نہیں چاہے وہ دیہی علاقہ ہو یا شہری علاقہ۔ عید پر میں وہاں گئی تھی۔ اعلان تو ہوا تھا کہ لوڈشیڈنگ نہیں ہو گی لیکن عید کے تین دن تک بجلی

غائب رہی اور گیس نہ ہونے کے برابر ہے۔ لوگوں کے اتنے بڑے بل آ رہے ہیں کہ وہ غریب لوگ اپنے بل بھی ادا نہیں کر سکتے۔ بجلی ہے نہیں لیکن بل ان کو دینا پڑ رہا ہے۔ یہی حال گیس کا بھی ہے، کئی کئی گھنٹے تک گیس نہیں ہوتی۔ بلوچستان کے عوام کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اگر یہ انصاف ہے تو یہ انصاف بلوچستان کو نہیں چاہیے۔ میں بذات خود یہ کہنا چاہوں گی کہ بلوچستان خود قدرتی وسائل سے مالامال تو ہے لیکن اس کے قدرتی وسائل بروئے کار نہیں لائے جا رہے اور وہاں کے عوام کو ان سے دور رکھا جا رہا ہے۔ شکر ہے کہ اس بجٹ میں بلوچستان میں کراچی سے کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن تک کی شاہراہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اعلان اعلان نہ رہے بلکہ اس پر عمل درآمد بھی ہو۔ اس مرتبہ شکر ہے کہ بجٹ میں بلوچستان میں تعلیم کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے بجٹ رکھا گیا ہے۔ اگر ہر ضلع کے لیے بجٹ رکھا جائے تو بہتر ہے۔

جناب! سولر پینلز پر بات ہو رہی تھی، شکر ہے الحمد للہ کہ 18 فیصد سے کم کرکے دس فیصد تک ٹیکس لگایا گیا ہے۔ میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس کو بھی ختم کیا جائے تو یہ ایک بہت اچھا اقدام ہوگا۔ میں زیادہ لمبی بات تو نہیں کرنا چاہ رہی لیکن بحیثیت ایک بلوچستانی کے میں سمجھ رہی ہوں کہ مجھے بھی نظرانداز کیا جا رہا ہے جس طرح میرے صوبے کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہونے کو ہے جب سے میں یہاں آئی ہوں۔ ابھی تک میرے lodge کا کام incomplete ہے۔ ہر بار مجھے یہی کہہ کر چپ کرا دیا جاتا ہے کہ میڈم! دو دن کا وقت دے دیں۔ حال ہی میں مجھے کہا گیا ہے کہ عید کے پانچویں دن آپ کا کام شروع ہو جائے گا۔ آپ یقین کریں کہ میرے تینوں کمروں کے ACs خراب ہیں۔ وہاں پر جو میری حالت ہے۔ میں نے انہیں بلایا۔ انہوں نے ACs کو تو تھوڑا بہت ٹھیک کر لیا لیکن اس طرح تو نہیں چلے گا۔ کیا اس لیے مجھے یہاں پر نظرانداز کیا جا رہا ہے کہ صوبہ بلوچستان سے میرا تعلق ہے، کسی بڑے صوبے سے نہیں؟ اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ میرے lodge کا کام تو مجھے مکمل کروا دیں۔ باقی رہیں بلوچستان کے حوالے سے باتیں، میرے ساتھ یہاں پر ناانصافی ہو رہی ہے تو صوبہ بلوچستان کے ساتھ کیا انصاف ہوگا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سیکرٹریٹ یہ معاملہ دیکھے، پھر یہاں پر ہمیں جواب دے دیں، جو بھی ہو اور کوشش یہ ہونی چاہیے کہ یہ کام مکمل ہونا چاہیے، جتنے بھی

معزز سینیٹرز بیٹھے ہوئے ہیں، سب کے جو کام رہتے ہیں۔ سیکرٹریٹ کو یہ کہا جاتا ہے۔ جی سینیٹر احمد خان صاحب۔

**Senator Ahmed Khan**

سینیٹر احمد خان: ابھی ہمارے ساتھی نے سولر پینلز کے حوالے سے بات کی۔ یہ دس فیصد ٹیکس بھی ظلم ہے۔ آپ IPPs کے مقابلے میں ایک اچھی ٹیکنالوجی لے کر آئے، اب اس پر ٹیکس لگا دیا۔ ان ہی IPPs کے مقابلے میں ان سولر پینلز نے مقابلہ کرنا تھا۔ اس IPPs مافیا سے آپ کی جان چھوٹ جائے گی۔ اس ٹیکس کو زیرو ہونا چاہیے۔ آپ ابھی ruling دیں اور کمیٹی کو بلائیں، ایف بی آر والے بھی بیٹھے ہیں۔ سولر پینلز پر ٹیکس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ عام پاکستانی غریب کو اس کا فائدہ ہے۔ آپ نے 18 فیصد سے کم کرکے دس فیصد کر دیا، ٹیکس تو لگا دیا، پھر کیا فائدہ ہوا؟

(مداخلت)

سینیٹر احمد خان: جناب! دس فیصد ٹیکس زیادہ ہے، اس پر ٹیکس زیرو ہونا چاہیے۔ آپ ان کو یہاں پر بلائیں، ابھی بھی کمیٹی کی میٹنگ چل رہی ہے۔ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے سینیٹر صاحب۔ سینیٹر محمد اسلم ابڑو صاحب۔

**Senator Muhammad Aslam Abro**

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ : شکریہ چیئرمین صاحب! Solar کی جو بات ہوئی بالکل انہوں نے صحیح کہی، پہلے تو یہ میں کہوں گا کہ کسی بھی district میں جاتے ہیں تو آٹھ گھنٹے، دس گھنٹے یا بارہ گھنٹے load shedding ہو رہی ہے مگر solar کی وجہ سے گاؤں والوں کو اتنا فائدہ ہوا کہ دو پلیٹیں لے کر وہ اپنا پنکھا بھی چلا سکتے تھے اور اس کے علاوہ کوئی ایک دو بلب بھی جلا سکتے تھے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ غریب آدمیوں کے لیے government نے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ غریب آدمی جو solar لے کے بجلی چلا رہا تھا کیونکہ بجلی تو وہاں وہ دیتے نہیں ہیں اور اب یہ solar پر tax لگا کر کر ان کا وہ بھی حق چھینا گیا ہے۔ تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ solar پر tax ختم کیا جائے۔

دوسری بات حیدرآباد Motorway پر میں بات کروں گا کہ نئے مالی سال کے budget سے اندازہ ہوتا ہے کہ پچھلے سال کی طرح اس مرتبہ بھی سندھ وفاق کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی ایسی چیزیں جن میں ہمارے سندھ کے projects کو

شامل نہیں کیا جاتا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا پورے پاکستان کو فائدہ ہوتا ہے اور سندھ بھی پاکستان کا حصہ ہے اور دوسرے نمبر پر ایک بڑا صوبہ ہے لیکن اس پر زیادہ تر توجہ نہیں دی جاتی۔ اول تو یہ کہ سندھ میں کوئی Motorway ہی نہیں، جیسے اکلوتی Motorway M-6 کا نام ہم سنتے ہیں، اس کے لیے 15 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ 10 من آٹے میں تھوڑا سا نمک کے برابر ہے۔ جبکہ یہ Project 395 ارب روپے کا ہے اور اس میں 95 بیرونی funding کے مکمل کرنے کی تجویزیں زیر غور ہیں۔ پچھلے سال ہمیں یہ بتایا جاتا رہا کہ M-6 سی پیک میں شامل کی جائے گا، جناب چیئرمین! موٹروے پیپلز پارٹی کی ملکیت ہوگی، جیسے پنجاب کی Motorway سارے پاکستان کو جوڑتی ہے، یہ بھی جوڑے گی۔ جس طرح پنجاب کی Motorway کو پاکستان Motorway سمجھا جاتا ہے، اسی طرح سندھ کی Motorway کو بھی پاکستان کی Motorway سمجھا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ M-6 Motorway چاروں صوبے کے لیے فائدہ مند ہوگی، چاروں صوبوں کی عوام کراچی جاتی ہے۔ میں جیکب آباد سے کراچی جاتا ہوں تو مجھے نو گھنٹے لگتے ہیں اور اگر میں سکھر سے اسلام آباد آتا ہوں تو ہمیں آٹھ گھنٹے لگتے ہیں، تو اتنی ہمیں تکلیف ہے ہمارے سندھ کے لوگوں کو اور ہمارا حق بنتا ہے کہ ہمیں وہ Motorway دیں۔ اس وقت ہمارے پاس ایک Motorway بھی نہیں ہے۔

دوسری طرف چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب ساری دنیا میں پاکستان اور مسلمانوں کے لئے لڑنے گئے، اس سے کچھ عرصہ پہلے سندھ اور سندھ کی عوام کے ساتھ کنال کے مسئلے پر اندرونی لڑائی چل رہی تھی۔ اگر ہم بھی ایسی صورت حال میں پاکستان کا نہ سوچتے تو کون سوچتا! کیا ہم صرف کاغذوں میں اتحادی سمجھے جاتے ہیں؟ محترم جناب صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب نے بھی جب پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا تو انہوں نے اسے ثابت کیا۔

دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ ,carbon tax میری دوسری تجویز carbon tax کے حوالے سے ہے کہ عوام پر پہلے ہی petroleum levy کا ناجائز tax لاگو ہے، جبکہ carbon tax بھی لاگو کر دیا ہے، جس کا مقصد ڈیزل یا پٹرول سے چلنے والی گاڑیوں کی حوصلہ شکنی کرنی ہے۔ کیا ہماری local industry بجلی سے چلنے والی گاڑیاں بنا رہی ہے؟ جو تیل سے چلنے والی گاڑیوں کا متبادل فراہم کرے؟ اگر ہم بجلی والی گاڑیاں باہر سے import کریں گے تو وہ الٹا Dollar باہر

بھیجیں گی جو کہ نقصان کے مترادف ہے۔ کیا ایک غریب شخص جو موٹر سائیکل چلاتا ہے اور ایک گاڑی والا جو بڑی یا پرانی گاڑی ماحول خراب کرتا ہے، یکساں ٹیکس دے گا؟ میرا مطالبہ ہے کہ لوکل صنعت کے مکمل فعال ہونے تک carbon tax مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

موسمیاتی تبدیلی کے تناظر میں گرم ترین علاقوں کو subsidy دی جائے، تیسری تجویز energy کے شعبے سے متعلق ہے۔ میرا تعلق جیکب آباد سے ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ 51°C, 52°C تک temperature چلا جاتا ہے، اسی طرح لاڑکانہ ہے، شکارپور ہے، نواب شاہ ہے جہاں ہمارے پاس یہ temperature ہوتا ہے اور وہاں حالت یہ ہوتی ہے کہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے load shedding ہے۔ تو کوئی بھی انسان وہاں گرمیوں میں AC کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرا مطالبہ ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے تناظر میں گرم ترین علاقوں کو subsidy ملنی چاہیے اور صرف اور صرف tax لگانے کے بجائے budget میں انسان دوست policy بھی نظر آنی چاہیے۔ اس کی مثال آزاد کشمیر کے لیے متعین کردہ electricity per unit rate تین روپیہ ہے۔ اسی طرح گرم ترین علاقوں کا فی یونٹ بجلی کے ریٹ بڑھتے درجہ حرارت کے ساتھ وابستہ ہیں اور کم کیا جائے۔ تو میں ضرور کہوں گا کہ ہمارے سندھ کے لیے جو مسائل پیدا کئے جاتے ہیں، گیس کا مسئلہ بھی ہمارے پاس ہے، بجلی کا مسئلہ بھی ہمارے پاس ہے، موٹروے کا مسئلہ بھی ہمارے پاس ہے اور جو NHA کے مسائل ہیں وہ بھی ہمارے پاس ہیں۔ تو یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہم تو اتحادی ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ اکٹھے ہو کر ہم چلیں، اپنے ملک کو ترقی دیں، تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے لیے کیوں مسائل پیدا کیے جاتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ اسرائیل نے جو ایران پر حملہ کیا ہے اس کی میں مذمت کرتا ہوں۔.thank you

Mr. Presiding Officer: I have to make an announcement, this house welcomes the students and faculty members of Al Termizi Public School Battagram. Who are seated in the visitor’s gallery, welcome.

***(The Chair recognized the presence of a group of students and faculty members of Al Termizi Public School Battagram)***

*(Desk Thumping)*

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ندیم احمد بھٹو صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟please.

**Senator Nadeem Ahmed Bhutto**

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ، کہ آپ نے مجھے موقع دیا، میں صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ budget بنانے کے لیے جو mechanism adopt کیا جاتا ہے، اب تک جو mechanism adopt کیا جارہا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت جو فیصلے کرتی ہے جو taxes لگاتی ہے پھر جب اراکین غریب کی بات کرتے ہیں عوام کی بات کرتے ہیں، مہنگائی کی بات کرتے ہیں، بے روزگاری کی بات کرتے ہیں تو حکومت کچھ taxes کو reverse کر لیتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ جو mechanism ہے اگر یہ اتفاق پہلے کر لیا جائے، budget بنانے سے پہلے، book print ہونے سے پہلے یہ ساری چیزیں مشاورت سے کی جائیں اور اس کے بعد budget پیش کیا جائے تو باہمی اتفاق سے وہ چیز آ بھی جائے گی اور جو عوام کے اصل مسائل ہیں ان کو بھی address کیا جائے گا۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ Senate کا جو role ہے وہ نہایت ہی مختصر role ہے اس budget کے پورے process میں، تو اگر آئندہ کے budget کے لیے ایک تو ایوان بالا کا role بڑھایا جائے اور دوسرا میری یہ مودبانہ گزارش ہے کہ جو اگلے سال کا budget ہے اگر یہ practice پہلے کی جائے، اراکین کو تقاریر کا موقع پہلے دیا جائے، تجاویز کا موقع پہلے دیا جائے اس کے بعد budget بنایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام کو بہتر انداز میں ایک اچھی اور ایک معیاری زندگی گزارنے میں مدد ملے گی، بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا شکریہ، سینیٹر صاحب۔

The proceedings of the House stand adjourned to meet again on Friday, the 20th June, 2025 at 10:30 a.m.

-------------------

*[The House was then adjourned to meet again on Friday, 20th of June, 2024 at 10:30 a.m.]*

-------------------